پہلا باب

مُکتی فوج کے عقائد

وہ خاص عقائد جن کو مُکتی فوج مانتی اور جن کی تعلیم دیتی ہے اور جو اِس کی بُنیادی دستاویز ہیں باضابطہ درج کئے گئے ہیں مُندرجہ ذیل ہیں۔ دُنیا بھر میں مُکتی فوج کی ملکیت کے متعلق جو شرائط قائم کی گئی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ فقط یہی عقائد سِکھائے جائیں۔

۱۔ ہم مانتے ہیں کہ پُرانے اور نئے عہد نامے کے نوشتے خُدا کے الہام سے دئے گئے تھے اور صرف وُہی مسیحی ایمان اور عمل کا الہی قانون ہیں۔

۲۔ ہم مانتے ہیں کہ صرف ایک ہی خُدا ہے جو بحد کامل۔ خالق۔ مُحافظ اور تمام چیزوں پر حاکم ہے۔

۱ اِس کا سہ ... مانتے ہیں کہ خُدا میں تین اقنوم ہیں۔ باپ۔ بیٹا ... رہنا فقط مسیح پر ہے ... وہ ماہیت میں غیر مُنقسم اور قُدرت

اور جلال میں یکساں ہیں۔ اور فقط وُہی عبادت کے حقیقی سزاوار ہیں۔

۴۔ ہم مانتے ہیں کہ یسُوع مسیح کی شخصیت میں الٰہی اور انسانی ذات متحدہ ہیں۔ پس وہ سچ مچ اور حقیقی طور پر خُدا اور سچ مچ حقیقی طور پر انسان ہے۔

۵۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے پہلے ماں باپ بیگُناہی کی حالت میں پیدا کئے گئے تھے۔ لیکن اپنی نافرمانی سے اُنہوں نے اپنی پاکیزگی اور خوشی کو کھو دیا۔ اور اُن کے گُناہ کرنے کے نتیجے میں کُل آدم زاد گنہگار اور سراسر بدکار ہو گئے ہیں۔ اور اس حالت میں اِنصافاً خُدا کے قہر کے سزاوار ہیں۔

۶۔ ہم مانتے ہیں کہ خُداوند یسُوع مسیح نے اپنے دُکھ اور مَوت کے ذریعے سے تمام دُنیا کے لئے کفارہ دیا تاکہ جو کوئی چاہے نجات پائے۔

۷۔ ہم مانتے ہیں کہ خُدا کے سامنے توبہ ہمارے خُداوند یسوع مسیح پر ایمان اور رُوحُ القدس کے ذریعے سے نئی پیدائش نجات کے لئے ضرور[illegible]

۸۔ ہم مانتے ہیں کہ اپنے خُداو[illegible]

ایمان کے وسیلے ہم فضل سے راست ٹھہرائے جاتے ہیں اور جو شخص ایمان لاتا ہے اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔

۹۔ ہم مانتے ہیں کہ نجات یافتہ حالت میں قائم رہنا مسیح پر لگاتار اور اطاعت پذیر ایمان رکھنے پر منحصر ہے[1]۔

۱۰۔ ہم مانتے ہیں کہ تمام ایمانداروں کا یہ خاص استحقاق ہے کہ وہ کُلیہ طور پر مقدّس ہوں اور کہ اُن کی رُوح اور جان اور بدن ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے آنے تک پُورے پُورے اور بے عیب محفوظ رہیں۔ (اتھسلنیکیوں ۵: ۲۳)۔

۱۱۔ ہم رُوح کے غیر فانی ہونے۔ جسم کے جی اُٹھنے۔ دُنیا کے آخر میں تمام بنی آدم کی عدالت راستبازوں کی ابدی خوشی اور بدکاروں کی ابدی سزا کو مانتے ہیں

[1] اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ خُدا کی مہربانی میں سدا قائم رہنا فقط مسیح پر برقرار ایمان اور اُس کی فرمانبرداری پر منحصر

ہے۔ لیکن برعکس اِس کے یہ ممکن ہے کہ جو لوگ فی الحقیقت نجات پا چکے ہیں وہ گِر جائیں اور ہمیشہ کے لئے کھو جائیں۔

۲۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے بعد ایمان لانے والے کے دل میں بدی کی رغبتیں یا کڑواہٹ کی جڑ ہیں رہ جاتی ہیں جو تا وقتیکہ الٰہی فضل سے مغلوب نہ کی جائیں حقیقی گُناہ پیدا کرتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ رغبتیں مکمّل طور پر خُدا کے رُوح کے ذریعے نکالی جا سکتی ہیں۔ اور اِس طرح سارا دِل ہر ایک بات سے جو خُدا کی مرضی کے خلاف ہو صاف ہو کر یا سراسر مقدّس ہو کر پھر صرف رُوح کا پھل پیدا کریگا۔ اور ہم مانتے ہیں کہ جو شخص اِس طرح کُلیہ طور پر مقدّس کئے گئے ہیں وہ خُدا کی طاقت سے اس کے سامنے بے الزام اور بے ملامت قائم رہ سکتے ہیں۔

دُوسرا باب

بائبل

پہلی فصل۔ بائبل کی تعریف

۱۔ مُکتی فوج کے ایمان اور عمل کی بُنیاد بائبل پر ہے۔

۲۔ اس کتاب کا نام۔ یہ کتابِ مقدّس کہلاتی ہے کیونکہ یہ تمام کتابوں پر فوقیّت رکھتی ہے۔ اِس کی مانند اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ یہ بنی آدم کے لئے خُدا کا تحریری پیغام ہے۔

۳۔ اِس کے حِصّے۔ اس کے دو حِصّے ہیں۔ پُرانا عہدنامہ اور نیا عہدنامہ۔ پُرانے عہدنامے میں ۳۹ کتابیں ہیں جن میں یسُوع مسیح کی آمد سے پیشتر کے زمانے کے حالات اور واقعات درج ہیں۔ نئے عہدنامے میں ۲۷ کتابیں ہیں جن میں یسُوع مسیح اور اُس کے سب سے پہلے پیروؤں کا حال اور اُن کی تعلیم درج ہے۔

۴- بائبل ایک واحد کتاب ہے اور کتابوں کا مجموعہ بھی ہے

بائبل میں جو چھیاسٹھ کتابیں پائی جاتی ہیں وہ قریباً سولہ سو سال کے عرصے میں لکھی گئی تھیں۔ ان میں ہر قسم کا علمِ ادب پایا جاتا ہے۔ اِس کے چالیس مُصنّف ہیں جو مدبّر سلطنت۔ بادشاہ۔ کسان۔ نبی اور کاہن۔ ماہی گیر۔ اور گڈریے تھے۔ تاہم بائبل میں رُوح۔ مقصد اور طریقے کے لحاظ سے عجیب و غریب یگانگی پائی جاتی ہے۔ اس کا مرکزی مضمون یسُوع مسیح ہے۔ پُرانا عہدنامہ اُس کی تیاری کرتا ہے اور نیا عہدنامہ یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح اُس نے پُرانے زمانے کے لوگوں کی اُمیدیں حد سے زیادہ پُوری کر دیں۔ بائبل کی یگانگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے مختلف مُصنّفوں نے اسے ایک ہی الٰہی رُوح کے زیرِ اختیار اور زیرِ الہام لکھا۔

۵- اِس کے مضامین۔ بائبل انسان کو یہ سِکھاتی ہے کہ انسان کیا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کہاں جاتا ہے بائبل انسان کو خُدا اور اُس کی نسبت اُس کی مرضی بتلاتی ہے۔ بائبل انسان کو گُناہ سے چھٹکارا پانے کا طریقہ

بتلاتی ہے۔ بائبل انسان کو آنے والی دُنیا اور نیک اور بد لوگوں کی آخری حالت کی بابت بتلاتی ہے۔

دُوسری فصل۔ بائبل کی ضرورت

۱- جو لوگ سچّے خُدا کو مانتے ہیں وہ اِس بات کی اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کریگا:-

(ا) تاکہ انسان جسے اُس نے اپنی صُورت پر بنایا ہے سبھوں کے خُدا باپ سے محبّت رکھے اور اُس کی پرستش کرے۔

(ب) تاکہ انسان اپنی نسبت خُدا کا مقصد سمجھ جائے اور اُسے پُورا کرے اور اُس کے دِل میں کسی ہستی کی پرستش کرنے کی جو خواہش پائی جاتی ہے اُسے پُورا کرے۔

۲- مکاشفے کے معنے اُس بات کو ظاہر کرنا ہے جو بصورتِ دیگر معلوم نہ ہو۔

۳- الٰہی مکاشفے کی دو اقسام ہیں۔

(ا) فِطرتی۔

(ب) فوق الفطرت۔

(و) فطرتی مکاشفہ خدا کے بارے میں وہ علم ہے جو اُس کے کاموں پر غور کرنے سے حاصل ہوتا ہے

(۱) خلقت خدا کی دانائی اور قوت (حکمت اور قدرت) کی بابت کچھ سکھاتی ہے۔

(۲) خدا کا کام جو ہمارے دِلوں میں کیا گیا ہے۔ خدا پر دار و مدار رکھنے کا خیال اور اپنے اعمال اور محسوسات کے نیک و بد ہونے کے متعلق علم جسے ہم ضمیر کہتے ہیں ہمیں خیال دلاتے ہیں کہ ایک شریعت دہندہ یعنی قانون داتا ہے۔ جسے ہم نے حساب دینا ہے۔

(ب) فوق الفطرت مکاشفہ الٰہی صداقت کا وہ علم ہے جو خدا کی طرف سے براہِ راست انسان کو دیا جاتا ہے۔ بائبل اس مکاشفے کی مستند تحریر ہے۔

۴۔ فطرت کے ذریعہ سے خدا سب پر ظاہر کیا جاتا ہے اور اِس طریقے سے آدمیوں کو جو روشنی ملتی ہے۔ وہ اِس کے ذمہ وار ہیں۔ یعنی اس روشنی کے متعلق وہ جواب دِہ ہونگے (دیکھو زبور ۱۹: ۱و۲ + رومیوں ۱: ۱۹

و ۲۰ اور ۲: ۱۵)۔ لیکن یہی روشنی کافی نہیں ہے کیونکہ :-

(ا) یہ خدا کی پاکیزگی محبّت۔ رحمت اُس کے باپ ہونے یا انسان کے مستقبل کے متعلق اُس کے مقاصد کو نہایت کم ظاہر کرتی ہے۔

(ب) یہ روشنی گُناہ سے چھٹکارا پانے کا کوئی طریقہ ظاہر نہیں کرتی۔

(ج) انسان میں خدا سے ذاتی طور پر رفاقت اور شراکت رکھنے کی جو خواہش پائی جاتی ہے یہ اُسے آسُودہ نہیں کرتی۔

(د) یہ روشنی کسی قوم میں خدا کے متعلق اعلےٰ اور پاک خیال جو بائبل میں پایا جاتا ہے پیدا کرنے میں ہمیشہ ناکامیاب رہی ہے۔

۵۔ پس فوق الفطرت مکاشفے کی جو بائبل میں قلمبند ہے ضرورت ہے۔ (ایوب ۱۱: ۷ + رومیوں ۱۱: ۳۴ + ۱کرنتھیوں ۱: ۲۱ + متی ۱۱: ۲۷)۔

تیسری فصل ۔ بائبل کے ذریعے سے مُکاشفہ

۱۔ انسان کو خُدا کا خاص یا فوق الفطرت مُکاشفہ چنیدہ اور تیار کردہ اشخاص کے ذریعے سے دیا گیا۔

شروع زمانے میں خُدا نے ابراہیم اور اُس کی اولاد کو دُنیا سے علیحدہ کیا اور اُنہیں الٰہی صداقت کی تعلیم دی اور اُسے تمام بنی آدم کی خاطر اُن سے قلمبند کروایا۔ اسی چنیدہ قوم میں مُوسےٰ اور نبی پیدا ہوئے اور اسی قوم کے ذریعے سے خُدا کا بیٹا یسُوع مسیح بھیجا گیا جس کا خاص مکاشفہ اُس کے پہلے پَیروؤں نے قلمبند کیا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ خُدا نے انسان کے ذریعے سے اپنا خاص مُکاشفہ دُنیا کو بخشا جس طرح اِس زمانے میں وہ انسان کو عموماً اُس کے ہم جنسوں کے ذریعے سے بچاتا اور اُس کے ہم جنسوں کے ذریعے سے اُس کی مدد کرتا ہے۔

۲۔ بائبل خُدا کے مکاشفے کا تحریری بیان ہے اور یہ اُس کے مکاشفے کو مستقل اور با اختیار طور سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ جو صداقتیں اس میں بیان کی گئی

ہیں وہ خُدا کے رُوح کے زیر الہام لکھی گئی تھیں یہ خاص کتاب شروع سے لے کر آخر تک ہم پر خُدا کے خیالات اور مرضی ظاہر کرتی ہے۔ لہٰذا اُس میں بنی آدم کے لئے الٰہی مکاشفہ پایا جاتا ہے بلکہ یہ خود بنی آدم کے لئے ایک الٰہی مکاشفہ ہے۔

۳۔ خُدا بائبل کے ذریعے سے مندرجہ ذیل باتوں کے متعلق ہم پر صداقت ظاہر کرتا ہے۔

(ا) انسان کے ساتھ اُس کے تعلقات اور برتاؤ۔ زمانے کے شروع سے خُدا کے کام اور واقعات جو قلمبند ہیں ہم پر اُس کی حکومت ۔ اُس کی خصلت اور خواہشات ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ خدا تبدیل نہیں ہوتا۔

(ب) انسان کے لئے خُدا کے پیغامات۔ سابق زمانے میں خُدا نے پاک آدمیوں کے ذریعے سے لوگوں کے ساتھ کلام کیا۔ بہت سے مقامات پر اُس کے حقیقی الفاظ قلمبند کئے گئے ہیں جس حد تک ایسے پیغامات کا عام آدمیوں کے ساتھ تعلق ہے وہ سب کے لئے ہیں۔

(ج) یسوع خدا کا بیٹا۔ یہ سب سے ضروری ہے کیونکہ یسوع میں خدا کا پورا مکاشفہ دیا گیا ہے۔ یسوع مسیح کے کلمات اور حالات جو اناجیل میں درج کئے گئے ہیں ہم پر خدا کی خصلت۔ خیالات اور مقاصد ظاہر کرتے ہیں۔

(د) خدا کے متعلق انسان کے تجربات۔ بائبل کے نامور اشخاص کی دعائیں۔ گواہیاں اور اُن کی روحانی زندگی کے باقی تحریر شدہ حالات ہم پر وہ فوائد آشکارا کرتے ہیں جو انہیں خدا سے حاصل ہوئے اور انجام کار وہ ہمیں اُن برکات کی بابت بتلاتے ہیں جو وہ ہمیں دے سکتا ہے۔

۴۔ الٰہی مکاشفہ جو بائبل میں پایا جاتا ہے رفتہ رفتہ مکمل کیا گیا۔ (عبرانیوں ۱: ۱ و ۲) تمام صداقتیں نہ تو ایک ہی وقت پر اور نہ ہی پوری پوری ظاہر کی گئی تھیں لیکن وہ رفتہ رفتہ ظاہر کی گئی تھیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل کی بابت صداقتیں:۔

(ا) بذاتِ خود خدا۔ وہ یہودیوں کی تواریخ کے شروع سے لیکر آخر تک اپنی خصلت کی مختلف صورتیں ظاہر

کرتا ہے خصوصاً نبیوں کے ساتھ اپنے تعلقات اور کلام میں۔ اور یسوع مسیح میں وہ اچھا باپ ہونا اور اپنی محبت ظاہر کرتا ہے۔

(ب) انسان کا چال چلن۔ یسوع مسیح نے یہ بات صفائی سے ظاہر کر دی کہ موسیٰ کی شریعت کے مطالبات اُس کی تعلیم کے زیادہ روحانی مطالبات میں شامل ہیں اور اُن میں پورے ہو جاتے ہیں (متی ۵: ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۷ و ۲۸ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹)۔

(ج) مخلصی (چھٹکارا)۔ آدم کے گر جانے کے بعد ایک نجات دہندہ کے آنے کا وعدہ کیا گیا تھا (پیدائش ۳: ۱۵)۔ اُس وقت سے لیکر مختلف طریقوں سے کئی بار وہی وعدہ دہرایا گیا (جیسا کہ یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۵۳ باب میں لکھا ہے) جب خداوند یسوع مسیح اِس دنیا پر تھا تو اُس نے بڑے صبر سے اپنے کفارے کے کام کے متعلق اپنے پیروؤں کو سمجھایا (متی ۲۰: ۲۸ + لوقا ۲۴: ۲۷)۔

(د) آئندہ زندگی۔ پرانے عہدنامے میں اِس کا بہت

کم ذکر پایا جاتا ہے لیکن یسوع مسیح کی آمد پر اس مضمون کے متعلق بہت کچھ ظاہر کیا گیا۔

۵۔ الٰہی مکاشفہ مختلف طریقوں سے دیا گیا تھا۔ یعنی خوابوں۔ رویتوں۔ یہوواہ کے فرشتے کی کئی بار آمد۔ خاص تدابیر اور معجزات کے ذریعے سے۔ پرانے عہد نامے میں مکاشفہ کی بہت سی صورتوں میں سے ایک نبوت ہے۔ اعلےٰ ترین مکاشفہ یسوع مسیح ہے +

چوتھی فصل۔ بائبل کی چند خاص باتیں

نبوّت۔ معجزات۔ یسوع مسیح

۱۔ نبوّت

(ا) بائبل کے مکاشفے کی نہایت ضروری صورتوں میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جو کچھ خدا نے اپنے خادموں پر ماضی۔ حال یا مستقبل زمانے کی نسبت ظاہر کیا وہ انہوں نے بیان کیا۔

(ب) نبی وہ ہے جو خدا کی طرف سے انسان کے ساتھ کلام کرے۔

(ج) نبیوں کے کلام میں عموماً پیشین گوئی پائی جاتی تھی۔ بائبل کی وہ پیشین گوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں اس کے الٰہی آغاز (خدا کی طرف سے ہونے) کا قائل کن ثبوت ہیں۔

جو پیشین گوئیاں نبیوں نے آدمیوں۔ شہروں اور قوموں کے مستقبل کی بابت سینکڑوں برس پہلے کی تھیں وہ عجیب طور پر بعینہ پوری ہو چکی ہیں۔ جو پیشین گوئیاں مسیح کی بابت کی گئی تھیں یعنی اس کی آمد۔ اس کی بادشاہت۔ دنیا کے لئے اس کے گناہ سے رہائی بخشنے والے کام۔ اس کے ساتھ دنیا کے سلوک کی بابت۔ وہ یسوع ناصری میں لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں۔

۲۔ معجزات بائبل کے مکاشفہ کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔

جو لوگ سچے اور زندہ خدا کو مانتے ہیں وہ معجزات کے ممکن ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔

جن لوگوں کے ذریعے سے خدا نے اپنے خاص مکاشفات بخشے اس نے انہیں ان کے اختیار کے ثبوت میں معجزات بخشے۔

معجزات خُدا کی بادشاہت کو بڑھانے کے مقصد سے کئے گئے۔

(ا) بائبل کا مکاشفہ بذاتِ خاص ایک معجزہ ہے۔
اس مکاشفے کے ساتھ شروع سے لیکر آخر تک معجزات کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ وہ اِس کا ایک خاص حصہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ خصوصاً نجات دہندہ کے متعلق۔

(ب) یسُوع مسیح کا جی اُٹھنا ایک مشہور و معروف معجزہ ہے اور مسیحی مذہب کی ایک بُنیادی حقیقت ہے۔ مسیحی مذہب کے دشمنوں نے اِسے جُھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

(۱) یسُوع مسیح کے جی اُٹھنے کی خبر مین اسی شہر میں ایک دم پھیل گئی جہاں وہ مارا گیا تھا اور اُس کے دُشمنون نے اُسے جُھوٹا ثابت کرنے کی از حد کوشش کی۔

(۲) یسُوع مسیح کے دشمنوں نے اس کے جی اٹھنے کی خبر پھیلنے سے روکنے کی کوشش کی۔ پہلے اُنہوں نے یہ کہا کہ اُس کے شاگرد اُس

کی لاش چُرا کر لے گئے ہیں۔ بعد ازاں اُنہوں نے مسیح کے جی اُٹھنے کے واقعہ کے گواہوں کو ستایا اور قتل کیا۔ ان دو طریقوں سے اُنہوں نے کوشش کی کہ یہ خبر پھیل نہ جائے۔

(۳) اگر مسیح جی نہ اُٹھتا تو ضرور اُس کی لاش تلاش کی جاتی اور مل جاتی۔ سب مانتے ہیں کہ قبر خالی تھی۔

(۴) اپنے جی اُٹھے ہوئے (زندہ) خُداوند کو دیکھنے کے بعد شاگرد بالکل تبدیل ہوگئے۔ اُنہوں نے دلیری سے یروشلیم میں جو اُن کے دشمنوں کا مضبوط قلعہ (مرکز) تھا اس کی مُنادی کی اگر شاگرد اپنے خُداوند کی لاش چُرا کر لے جاتے تو وہ یروشلیم میں اس کے دشمنوں کے سامنے اُس کے جی اُٹھنے کی مُنادی نہ کر سکتے تھے۔ اگر یسُوع مسیح اپنے کہنے کے مطابق جی نہ اُٹھتا تو اُن کے پہلے تین ہزار نو مُرید اور لاکھوں لوگ جو اُس وقت سے اُس پر ایمان لائے ہیں۔ اُس پر ایمان

لانے۔ اس پر بھروسہ رکھنے۔ اُس کی پیروی کرنے اور اُن میں سے بعض اُس کی خاطر اپنی جان دینے کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔

(ہ) مسیح کا جی اُٹھنا بطور رسم کے مسیحی سبت کا آغاز تھا۔ یہودیوں کا پاک دِن ہفتے کا ساتواں دِن تھا جو ہمارا سنیچر ہے۔ لیکن اُس کے بعد مسیحی ہفتے کا پہلا دن ماننے لگے جو ہمارا اتوار ہے۔

(ج) کئی صدیوں کے بعد ہمارے زمانے میں بہت سے حقیقی واقعات سے ہم پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائبل کے قلمبند حالات فقط تواریخ کے لحاظ سے درست نہیں ہیں لیکن یہوداہ اور اسرائیل اور دیگر اقوام کے متعلق بائبل کی مختلف پیشینگوئیوں کے پُورا ہونے کا ثبوت ہیں۔ بہت سی پیشینگوئیوں کا جو یہوواہ کے نام سے کی گئی تھیں پُورا ہونا اس کتاب کے الٰہی آغاز کی ایک سچی شہادت ہے جس میں یہ پیشین گوئیاں مندرج ہیں۔

(د) گذشتہ زمانوں میں بائبل کا محفوظ رکھا جانا۔ اس

زمانے میں اس کا ہونا۔ دُنیا بھر میں اُس کا تقسیم کیا جانا اور اُس کا عالمگیر اثر ایک مُعجزہ ہے (دیکھو حبقوق ۲: ۱۴)۔

۳۔ یسُوع مسیح انسان کے لئے خُدا کا اعلےٰ مکاشفہ ہے

(یوحنا ۱: ۱۴ + یوحنا ۱۴: ۹ + عبرانیوں ۱: ۱ و ۲)۔

(ا) یسُوع مسیح بائبل کی مرکزی ہستی ہے۔ سابقہ مکاشفہ اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور جو کچھ ہونا ہے اس سے صادر ہوتا ہے۔

(ب) یسُوع مسیح کی بابت خاص حقیقت خُدا کے ساتھ اُس کی یگانگی اور اُس کی بے گناہی ہے۔

(ج) یسُوع مسیح کا مکاشفہ۔ خُدا کی بادشاہت کے انسان کے دِل اور زندگی میں ہونے سے خاص تعلق رکھتا ہے۔

(د) اُس کا مکاشفہ اُس کی خصلت۔ تعلیم۔ قربانی اور فتح کے ذریعے سے دیا گیا۔

(ہ) یسُوع مسیح کا مکاشفہ شاگردوں کے ذریعے سے جاری رکھا گیا۔ اس سے پیشتر کہ لوگ یسُوع مسیح کے کام کو سمجھ سکیں اس کا پُورا ہونا ضرُوری تھا

پس رسول اور دیگر مصنف جو اس کے بعد آئے۔ یسوع اور خدا روح القدس کے کام کا مفصل بیان کرتے ہیں۔

(د) جو لوگ فوق الفطرت مکاشفے کو نہیں مانتے یسوع مسیح اُن کے لئے ایک ناقابل حل معمہ ہے۔ اُن کے دلائل کا فقط یہی لُب لباب ہو سکتا ہے کہ یسوع مسیح یا تو خود اپنی نسبت مغالطے میں تھا۔ یا مکار اور دغا باز تھا اور یہ دونو باتیں اُن حالات کے جو اناجیل میں اُس کی بابت قلمبند ہیں برعکس ہیں۔

پانچویں فصل۔ بائبل کا الہام

۱۔ بائبل کا الہام روح القدس کا وہ خاص کام یا اثر ہے جس کے ذریعے سے اُس نے اپنے چنیدہ خادموں کو ظاہر کردہ صداقت قبول کرنے کے قابل کیا اور اُسے قلمبند کرنے کے لئے اُن کی رہنمائی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کتاب الٰہی اختیار کے ساتھ ہمارے ہاتھوں میں آئی (۲ پطرس ۱: ۲۱)۔

۲۔ الٰہی مکاشفہ اور الٰہی الہام دونو ساتھ ساتھ رہتے ہیں

(ا) بائبل کے الہام میں خدا روح القدس کے تین

کام پائے جاتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الٰہی صداقت کا مکاشفہ بخشنا۔

(۲) اُس کے چنیدہ اشخاص کو روشنی بخشنا۔

(۳) اُس مکاشفے کو قلمبند کرنے کی ہدایت کرنا۔

(ب) بائبل کے الہام میں الٰہی مکاشفے کی پیش فرضی اور الٰہی مکاشفہ شامل ہے۔

(ج) عموماً جس شخص نے مکاشفہ حاصل کیا اُسی نے اُسے قلمبند کیا۔ بعض مصنفوں کا ان شخصوں کے ساتھ گہرا تعلق تھا جس کو مکاشفہ دیا گیا تھا۔

(د) ہم ساری بائبل کو الہامی مانتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض بعض حصوں سے دیگر حصوں کی بہ نسبت یہ بات زیادہ واضح ہو۔

۳۔ بائبل کے خدا کی طرف سے الہامی ہونے کا مقصد صفائی سے بتایا گیا ہے۔ یعنی لوگوں کو یہ ہدایت کرنا کہ نجات یسوع مسیح کے ذریعے سے ہے اور انہیں خدا کی خدمت کرنے کا طریقہ سکھانا۔ (۲ تیمتھیس ۳: ۱۵ - ۱۷ + یوحنا ۲۰: ۳۱)۔

(۴) جس وقت روح القدس نے بائبل کے مصنفوں

کو الہام بخشا تو اُس نے اُنہیں اُن کی تمام معمولی قوتوں اور خاصیتوں کو برقرار رکھنے کی اجازت بخشی۔ یہ بات ان کے طرز تحریر کے اختلاف اور ایک ہی واقعہ کی نسبت مختلف بیانات لکھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔

۵۔ ان پیشین گوئیوں کے علاوہ جو پُوری ہو چکی ہیں۔ خُدا کے الہام کی اور شہادتیں بھی ہیں۔

(الف) یسوع مسیح نے پُرانے عہد نامے کے نوشتوں کے حوالے دیکر کہا (اُس وقت بائبل کا فقط یہی حصّہ مل سکتا تھا) کہ وہ خُدا کی طرف سے اور اُس کے اختیار سے ہیں۔

(۱) اُس نے فرمایا کہ وہ یہودی لوگ ہیں جن کے پاس خُدا کا کلام آیا (یوحنا ۱۰: ۳۵) یسوع مسیح نے بیان کیا کہ وہ نوشتے خُدا نے فرمائے تھے (متی ۲۲: ۳۱) اُس نے فرمایا کہ کتابِ مقدّس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ (یوحنا ۱۰: ۳۵)۔

(۲) اس نے کہا کہ داؤد نے رُوح کے الہام سے کلام کیا (متی ۲۲: ۴۳)۔

(۳) اُس نے پُرانے عہد نامے کا اکثر خاص سند

کے طور پر حوالہ دیا۔ (متی ۴: ۴ و ۷ و ۱۰ + متی ۲۲: ۳۱ + متی ۲۱: ۴۲ + متی ۲۲: ۲۹)۔

(۴) اُس نے نُوح۔ ابراہیم۔ مُوسٰے۔ دانی ایل۔ طوفان اور سدوم اور عمورہ کی ہلاکت کا حوالہ دیکر پُرانے عہد نامے کی تواریخی صداقت کو ثابت کر دیا۔

(۵) اُس نے یہ تعلیم دی کہ پُرانے عہد نامے کے نوشتے اُس کی اپنی طرف اشارہ کرتے تھے اور وہ اُسی میں پُورے ہو گئے (لوقا ۲۴: ۴۴ + لُوقا ۲۴: ۲۷ + یوحنا ۵: ۴۶)۔

(ب) بائبل خود الہامی ہونے کا دعوٰے کرتی ہے۔ اس کے بہت سے مصنّف الہامی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ مثلاً:۔ مُوسٰے۔ (خروج ۱۷: ۱۴ + ۲۴: ۴ + ۳۴: ۲۷)۔ زبُوروں کے مُصنّف۔ (زبور ۱۱۹: ۹۷ + زبور ۱۲: ۶ + زبور ۱۸: ۲۲)۔ پولُس۔ (اکرنتھیوں ۲: ۱۳ + گلتیوں ۱: ۱۱ و ۱۲)۔ پطرس۔ (اپطرس ۱: ۱۰ و ۱۲) یوحنا (مکاشفہ ۱: ۱۹)۔

(ج) جو معجزات مکاشفہ کے متعلق کئے گئے تھے۔ ظاہر کرتے ہیں کہ جن کو مکاشفہ دیا گیا تھا اُنہیں

خُدا نے الہام بخشا (یوحنا ۵: ۳۶ + ۱۰: ۳۷ و ۳۸ + ۱۴: ۱۱ + متی ۱۱: ۵ + رُومیوں ۱۵: ۱۸ و ۱۹ + ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۲)۔

(د) بائبل بنی آدم کی سب سے گہری ضروریات کے موافق لکھی گئی۔

فقط یہی کتاب خاطر خواہ طور پر بتلاتی ہے کہ انسان کی رُوح کی ضرُوریات کس طرح پوری ہو سکتی ہیں۔ یہ حقیقت ہمیں اِس نتیجے تک پہنچاتی ہے کہ انسان کے خالق نے بائبل بذریعہ الہام بخشی۔

(ہ) بائبل ان تمام لوگوں پر جو اس کی تعلیم قبول کرتے ہیں ایک مُبارک اثر ڈالتی ہے۔ دُنیا میں اِس وقت جتنے اعلےٰ ترین۔ شریف ترین اور انسان کو بہتر بنانے والے خیالات پائے جاتے ہیں۔ اُن کا آغاز یسُوع مسیح اور اس کے کلام سے ہوتا ہے۔

(س) بائبل کی کتابوں میں ایسی موافقت پائی جاتی ہے کہ بلکہ وہ ایک ہی کتاب بن جاتی ہیں۔ (پہلی فصل کا چوتھا پیرا دیکھو) پس جو اشخاص بائبل کے مُصنف ہوئے ہیں اُن کی خود خُدا نے رہنمائی کی۔

(و) بائبل ضرور نیک آدمیوں نے لکھی ہے کیونکہ بدکار آدمی ایسی کتاب نہ لکھ سکتے تھے اور اگر وہ لکھ بھی سکتے تو وہ ایسی کتاب نہ لکھتے جو اُنہی کو اِس دُنیا میں اور اِس کے بعد قصُور وار ٹھہراتی ہے۔ پس بائبل کے مُصنف نیک آدمی تھے اور اس لئے اُن کا یہ دعوےٰ کہ انہوں نے خُدا کا دیا ہوا مُکاشفہ قلمبند کیا اور وہ معجزات لکھے ہیں جنہیں بہتوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سچا ہے۔

(ص) حالانکہ پُرانے زمانے کی لاکھوں کتابوں کا اب نام و نشان تک نہیں ملتا۔ لیکن خُدا نے عجیب و غریب طریقے سے بائبل کی حفاظت کی ہے۔ گذشتہ زمانوں میں اکثر اوقات بائبل کی تمام جلدوں کو جلانے کی سخت کوششیں کی گئیں۔ لیکن اُن میں کامیابی نہ ہوئی۔

(ز) ملک فلسطین۔ مصر۔ میسوپوٹامیہ وغیرہ کے انکشافات عجیب طریقے سے بائبل کے بیانات کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں لوگوں نے زمین کھود کھود کر دبے ہوئے کھنڈرات نکالے ہیں۔ بہت سی پُرانی اور فراموش شُدہ زبانوں

کا ترجمہ کیا ہے۔ اُن کو کھوئی ہوئی کتابیں مل گئی ہیں اور اُنہوں نے ایسی بہت سی چیزیں ڈھونڈ نکالی ہیں جو بائبل کی صداقت ثابت کرتی ہیں۔

(ح) جو لوگ بائبل کی تعلیم قبول کرتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اُن کا ذاتی تجربہ بائبل کے الہامی ہونے کی نہایت قائل کُن شہادت ہے۔ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ خُدا کے متعلق جو پختہ یقین اُن کے دِل میں پایا جاتا ہے وہ اُس کے کلام کے مطابق ہے۔

۶۔جب بائبل کا دیگر مذاہب کی متبرک کتابوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو اِس کی فضیلتیں جو اِس کے خُدا کی طرف سے الہامی ہونے کے سبب سے ہیں۔ نہایت صفائی سے دِکھائی دیتی ہیں۔

تیسرا باب
خُدا

پہلی فصل۔ خُدا کی ہستی

ایک زندہ خُدا کو ماننے کے اسباب مندرجہ ذیل میں پائے جاتے ہیں۔

۱۔ فِطرت۔
۲۔ انسان کی اندرونی محسُوسات (قدرتی علم)۔
۳۔ بائبل۔
۴۔ خُدا کے لوگوں کا تجربہ۔

۱۔فطرت خُدا کی ہستی کی بابت سکھاتی ہے۔

(ا) فطرتی چیزوں کی ہستی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضرور اُن کا کوئی بنانے والا ہے۔کیونکہ کافی علّت (سبب) کے بغیر کوئی معلول (نتیجہ) نہیں ہو سکتا۔

(ب) قدرت (خلقت) عجیب و غریب ترتیب یا کسی کام

کو انجام دینے کا طریقہ ظاہر کرتی ہے۔ چونکہ قدرت خلقت
میں اِس قدر اعلےٰ ترتیب پائی جاتی ہے جو انسان کی
عقل سے بعید ہے۔ اس سے ہم یہ معلوم کرتے
ہیں کہ عالم کا خالق انسان سے کہیں اعلےٰ اور برتر
ہے۔ اس اعلےٰ اور برتر خالق کو ہم خدا کہتے ہیں۔

۲۔ انسان کی اندرونی محسوسات (قدرتی علم) اُسے سکھاتی
ہیں کہ ایک خدا ہے۔

(ا) انسان میں خدا کے متعلق قدرتی علم پایا جاتا ہے:

(۱) وہ محسوس کرتا ہے کہ اُس کا دار و مدار
ایک اعلےٰ ہستی پر ہے اور یہ بھی محسوس کرتا
ہے کہ اُسے اُس اعلےٰ ہستی کو تسلیم کرنا چاہیے۔

(۲) ضمیر جس سے ہم نیکی اور بدی کی پہچان
کرتے ہیں اور جو ہمارے نیکی کرنے پر پسندی
کا اظہار کرتی اور بدی کرنے پر ہمیں قصوروار
ٹھہراتی ہے۔ وہ ہمیں یہ بھی محسوس کراتی
ہے کہ ایک بڑا شریعت داتا یعنی قانون دہندہ
ہے جس کے سامنے ہمیں اپنے اعمال کا
حساب دینا ہے۔

(ب) شروع زمانے سے ہر قوم کے لوگ کسی نہ کسی صورت
میں مذہب کو مانتے چلے آئے ہیں۔ ایک اعلےٰ ہستی
کے متعلق اُنہیں کچھ نہ کچھ علم رہا ہے۔ اُس علم
نے سچے اور زندہ خدا کو نہ جاننے والے لوگوں کی
رہنمائی کی کہ وہ جھوٹے معبودوں کی پرستش کریں۔
نیز بعض دہریوں نے بھی مرتے وقت خدا کو تسلیم
کیا ہے۔ (زبور ۵۳ : ۱)۔

(ج) خدا کے متعلق انسان میں قدرتی علم کا ہونا اُس
کی ہستی کو ماننے کی ایک پختہ وجہ ہے۔

۳۔ بائبل صفائی سے خدا کی ہستی کی بابت سکھاتی ہے۔
شروع سے آخر تک بائبل خدا کی ہستی تسلیم کرتی
اور اُس کے عجیب کام بیان کرتی ہے۔

۴۔ خدا کے سچے لوگوں کا تجربہ اُن کے لئے خدا کی
ہستی کا نہایت قائل کن ثبوت ہے۔

تمام حقیقی نجات یافتہ لوگ گناہوں کی معافی۔ دِل
کی تبدیلی۔ آزمائش میں فتح۔ رنج میں تسلی۔ دُعاؤں کے
جواب۔ خدا کے ساتھ رفاقت اور دیگر برکات کا تجربہ
رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ برکات فقط خدا سے مل

سکتی ہیں۔ یہ تجربہ خُدا کی ہستی کے متعلق بائبل کی شہادت
کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے کیونکہ اس سے ثابت ہو
جاتا ہے کہ خدا اپنے وعدوں کو جو بائبل میں درج ہیں
پُورا کرتا ہے۔

دُوسری فصل۔ خُدا کی ہستی اور صفات

۱۔ خدا لامحدود رُوح ہے۔

(ا) اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا حقیقی اور زندہ
ہے گو اُس کی جسمانی شکل نہیں ہے (وہ تمام
رُوحوں کا خُدا ہے۔ گنتی ۱۶ : ۲۲) کہ جو کچھ اس
نے پیدا کیا ہے وہ اُس سے علیحدہ ہے۔ اور وہ
علم۔ سمجھ اور ارادہ رکھتا ہے۔

بعض ہندو گرو یہ مانتے ہیں کہ عالم بذاتِ خاص ایک مایا اور خواب
ہے۔ اور در اصل فقط خُدا ہی ہست ہے۔ یعنی ہر چیز کو خُدا سمجھا
جاتا ہے۔ اس میں اور یہ بات کہنے میں کوئی فرق نہیں کہ خُدا ہے
ہی نہیں۔ لہٰذا کائنات کو خُدا ماننے (ہمہ اوست) کا مسئلہ دہریت
کی ایک صورت ہے +

چونکہ خُدا لا محدود ہے اس لئے ہم اُسے جسمانی
حواس سے دیکھ نہیں سکتے لیکن انسان اپنی رُوح
سے اُسے معلوم کر سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔

(ب) فقط خُدا لا محدود ہے۔

۲۔ خُدا کی صفات وہ کامِل صفات یا قوتیں ہیں جو
فقط اُسی میں پائی جاتی ہیں

(ا) خُدا کی ذاتی صفات وہ ہیں جو اس کی ذات سے
وابستہ ہیں اور جن میں اُس کے ارادے کا عمل
نہیں پایا جاتا۔ یعنی :-

(۱) وہ خود ہست ہے اُس کا دار و مدار اُن
چیزوں پر نہیں ہے جو اُس سے باہر ہیں۔
(کلسیوں ۱ : ۱۷)۔

(۲) وہ ابدی ہستی ہے نہ اُس کی ابتدا ہے نہ انتہا
یعنی نہ اُس کا شروع ہے نہ آخر (زبور ۹۰ : ۲)۔

(۳) وہ لا تبدیل ہے۔ وہ ناممکن التبدیل ہے
(ملاکی ۳ : ۶ + زبور ۱۰۲ : ۲۷)۔

(۴) وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ وہ ہمیشہ ہر جگہ
حاضر ناظر ہے (یرمیاہ ۲۳ : ۲۴ + عاموس ۹ : ۲ +

اعمال ۱۷: ۲۷ و ۲۸ + یسعیاہ ۶: ۳ + ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۸)۔

(۵) وہ عالمِ مطلق ہے۔وہ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہے وہ ماضی حال اور مستقبل کی بابت جانتا ہے (امثال ۱۵: ۳ + زبور ۹۴: ۹ - ۱۱)۔

(۶) وہ قادرِ مطلق یعنی سب طاقتیں رکھنے والا ہے (یرمیاہ ۳۲: ۱۷ و ۱۸)۔

(ب) خدا کی اخلاقی صفات وہ ہیں جو اُس کی خصلت سے وابستہ ہیں۔اُن میں اُس کے ارادے کا عمل پایا جاتا ہے۔یعنی:-

(۱) وہ کامل دانا ہے۔وہ ہر ایک کام اعلےٰ طریقے سے کرتا ہے اور کبھی غلطی نہیں کرتا۔ (زبور ۱۰۴: ۲۴)۔

(۲) وہ کامل پاک ہے۔وہ بے گناہ ہے وہ گناہ سے سخت نفرت کرتا ہے (احبار ۱۹: ۲)

(۳) وہ کامل منصف ہے (استثنا ۳۲: ۴)۔

(۴) وہ کامل سچا اور وفادار ہے۔وہ ہر بات کو اُس کی حقیقی حالت میں ظاہر کرتا ہے اور

ہمیشہ اپنے وعدے پورے کرتا ہے (یسعیاہ ۲۵: ۱)۔

(۵) وہ کامل خیر اندیش ہے وہ اپنی خلقت سے محبت رکھتا اور اُن کا بھلا کرنا چاہتا ہے۔خدا کی تمام صفات اُس کی محبت کی صورتیں ہیں۔ محبت اُس کی پاکیزگی میں شامل ہے۔محبت اُسے سچا۔رحیم اور منصف بناتی ہے گو خدا کا ہر ایک کام اُس کے انصاف کا نتیجہ نہیں لیکن اُس کا ہر ایک کام اُس کی محبت کا نتیجہ ہے مندرجہ ذیل الفاظ کا مطلب یہی ہے "خدا محبت ہے"۔(۱-یوحنا ۴: ۸)

۳۔خدا سب چیزوں کا خالق۔محافظ اور حاکم ہے۔

(ا) خالق کی حیثیت میں اُس نے سب موجودہ چیزوں کو پیدا کیا اور اُنہیں باترتیب رکھا۔ (پیدائش ۱: ۱ + مکاشفہ ۴: ۱۱)۔

(ب) محافظ کی حیثیت میں وہ اپنی تمام مخلوقات کی حفاظت اور پرورش کرتا ہے اور اپنی پیش بینی اور حفاظت کے ذریعے سے اُن کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔(عبرانیوں ۱: ۳ + متی ۱۰: ۲۹ و ۳۰)۔

(ج) حاکم کی حیثیت میں۔

(۱) وہ قدرت پر حکومت کرتا ہے اور ہر ایک چیز سے اپنے ارادے کے مطابق کام کرواتا ہے۔

(۲) وہ آدمیوں پر حکومت کرتا ہے۔ انہیں عاقلانہ اور پاک شریعتیں عنایت کرتا ہے۔ اُن کو سزا اور جزا دیتا ہے اور اپنے بڑے بڑے مقاصد پورے کرنے کے لئے تمام واقعات پر حکومت کرتا ہے۔ (دانی ایل ۴: ۳۵ + متی ۶: ۱۳)۔

۴۔ اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ چونکہ خدا قادرِ مُطلق عالمِ مُطلق اور خیراندیش ہے اس لئے وہ کیوں دُنیا میں دُکھ اور رنج آنے دیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اِس پُرانے اور مُشکل سوال کا پُورا جواب دینا ناممکن ہے کیونکہ خدا کے مقاصد کے متعلق انسان کا موجودہ عِلم محدُود ہے لیکن اِس کے دو جواب دِئے جا سکتے ہیں۔

(ا) دُکھ اور رنج اکثر گناہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یا تو خود دُکھ اُٹھانے والے نے یا کسی اَور نے گُناہ کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ گُناہ گُناہ کنندہ کے علاوہ اَوروں پر بھی اپنا اثر ڈال دیتا ہے یعنی گُناہ کنندہ کے علاوہ اَوروں کو بھی اُس کا نتیجہ بُھگتنا پڑتا ہے۔

اس دُکھ اور رنج کی ذمّہ واری خُدا پہ عائد نہیں ہو سکتی۔ گُناہ کے نتائج سے اُس کو بھی دُکھ اور رنج پہنچتا ہے۔ شاید وہ سب سے زیادہ دُکھ اُٹھاتا ہے۔ (استثنا ۱۱: ۲۶-۲۸ + یسعیاہ ۶۳: ۹ + ۳: ۱۰ و ۱۱)۔

(ب) اس میں کوئی شک نہیں کہ خُدا سختیوں اور مُشکلات کو انسان کی اعلےٰ ترین بھلائی۔ رُوحانی تادیب۔ ہدایت۔ آگاہی اور تربیت کے لئے آنے دیتا ہے تاکہ اُس کی رہنمائی کرے کہ وہ دُنیاوی چیزوں پر نہیں بلکہ آسمانی چیزوں پر بھروسہ رکھے۔ انسان پر نہیں بلکہ خُدا پر بھروسہ رکھے۔ دُکھ کے ذریعے سے بہت سے گُنہگار خُدا کے پاس لائے گئے ہیں خُدا کے بہت سے لوگوں کی خصلت پاک صاف کی گئی ہے۔ اور اُنہیں اَوروں کی خدمت کے لئے نہایت قابل بنایا گیا ہے۔ دُکھ سے اکثر ایسے نتائج پیدا نہ ہونے کا سبب آدمی کا قصور ہے اور بہر صُورت اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خُدا کا مقصد نہیں ہے۔ (عبرانیوں ۱۲: ۱۱ + زبُور

١١٩ : ١٧ + یرمیاہ کا نوحہ ٣ : ٣٢ و ٣٣)۔

تیسری فصل۔ خُدا کی وحدت اور تثلیث

١۔ فقط ایک خدا ہے۔ بائبل کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک یہی تعلیم دی جاتی ہے (استثنا ٦: ٤ + مرقس ١٢ : ٣٢ + ١ تمتھیس ٢: ٥ + یعقوب ٢: ١٩)۔ قُدرت بھی خُدا کی وحدت سکھاتی ہے قُدرت کا ایک ایک حصّہ خاص قوانین کے مطابق جن کا عمل سارے عالم میں پایا جاتا ہے ایک باقاعدہ یا باترتیب طریق سے کام کرتا ہے۔

٢۔ خُدا تین میں ایک ہے۔ خدا میں باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس پائے جاتے ہیں۔ تاہم تین خُدا نہیں لیکن ایک خُدا ہے۔

٣۔ خُدا کی تثلیث کی تعلیم بھی بائبل میں صفائی سے دی گئی ہے۔ لیکن یہ صداقت رفتہ رفتہ ظاہر کی گئی تھی۔

(ا) پُرانے عہد نامے میں تثلیث کی طرف بہت سے اشارے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً :۔ خُدا نے فرمایا کہ آؤ ہم انسان کو اپنی صُورت پر بنائیں (پیدائش ١: ٢٦)

خُداوند خُدا (باپ) نے اور اُس کی رُوح نے مجھے بھیجا ہے (نجات دہندہ) (یسعیاہ ٤٨ : ١٦)

(ب) نیا عہد نامہ نہایت صفائی سے خُدا کی تثلیث کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ :۔

(١) نئے عہد نامہ میں الٰہی نام اور القاب باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس تینوں کو دئے گئے ہیں۔ نئے عہد نامے میں لکھا ہے کہ تینوں نے الٰہی کام کئے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ الٰہی پرستش تینوں کی ہوتی ہے اور تینوں کی الٰہی پرستش کرنی چاہیئے۔ تینوں کے ساتھ الٰہی صفات منسوب کی گئی ہے۔

(٢) کئی بار تینوں کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً:۔ ہمارے خُداوند کے بپتسمے پر (متی ٣ : ١٦ و ١٧) مسیح نے جو حکم (کمشن) اپنے پیروؤں کو دیا۔ اُس میں بھی تینوں کا ذکر پایا جاتا ہے (متی ٢٨: ١٩)۔ خُدا کے لوگوں کی نعمتوں کے بارے میں جو کچھ پولس نے لکھا ہے اُس میں تینوں کا ذکر آتا ہے (١۔ کرنتھیوں ١٢ : ٤-٦)۔ رسُولوں کے برکت کے کلمے میں تینوں کا ذکر ہے۔

(۲ کرنتھیوں ۱۳ : ۱۴) ۔

۴۔ تینوں میں سے ہر ایک حقیقی خُدا ہے۔ اور خُدا کے طور پر ایک ایک کی پرستش واجب ہے۔ تینوں ابدی ہیں اور قوت اور جلال میں یکساں۔ باپ فقط باپ ہونے کی وجہ سے اعلےٰ ہے۔ بیٹا باپ کا اکلوتا ہے۔ رُوح باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے (یوحنا ۱ : ۱۸ اور ۱۵ : ۲۶)۔

۵۔ باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس فقط ایک واحد خُدا کی مختلف صورتیں یا اظہار نہیں ہیں کیونکہ بائبل نہایت صفائی سے اُن کی تمیز کرتی ہے۔

۶۔ واحد بتثلیث ایک بھید ہے (یعنی یہ ایسی صداقت ہے جو ہماری سمجھ سے بعید ہے) لیکن چونکہ یہ صداقت بعید الفہم ہے لہٰذا اِس کے بعد الفہم ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق شک نہ کرنا چاہیئے کیونکہ:۔

(ا) خدا لامحدُود ہونے کی وجہ سے انسان سے کہیں بڑا ہے اس لئے ضرُور ہے کہ اس کے متعلق ایسی باتیں ہوں جنہیں انسان کوشش کرنے پر بھی معلوم نہ کرسکے اور بیان کرنے پر بھی پورے طور سے سمجھ نہ سکے۔

(ب) گو یہ صداقت ہماری سمجھ سے بعید ہے لیکن ہماری عقل کے خلاف نہیں ہے۔

(ج) ہمارے چاروں طرف پُر راز باتیں پائی جاتی ہیں کوئی شخص پورے طور سے زندگی۔ ہوش۔ نیند اور اور بہت سی باتوں کی نسبت بیان نہیں کر سکتا۔

(د) بائبل نہایت صفائی سے سکھلاتی ہے کہ خُدا تثلیث ہے۔

۷۔ اِس کی کوئی مناسب مثال نہیں ہے۔ دُنیاوی چیزوں کے ذریعے سے اعلےٰ اور لامحدود رُوح کی بابت پُورے طور سے نہایت گہری صداقت معلوم کرنا ناممکن ہے۔

(۸) باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس سے الٰہی کام منسوب کیۓ گئے ہیں۔ لیکن ہر ایک کا خاص تعلق ظاہر کیا گیا ہے اور ہر ایک کا خاص قسم کا عمل بیان کیا گیا ہے پس:۔

(ا) پہلے خُدا باپ ہے۔

(ا) وہ اپنے بیٹے یسُوع مسیح کا باپ ہے۔
اِس ابدی رشتے کی وجہ سے وہ باپ کہلاتا

ہے۔ افسیوں ۳ : ۱۴)۔

(۲) وہ تمام آدمیوں کا باپ ہے۔ کیونکہ وہ اُن کا خالق ہے۔ وہ اُن کا مالک ہے۔ اُن کو پیار کرتا اور اُن کی حفاظت کرتا ہے اور اُن کی بہتری و بہبودی چاہتا ہے (اکرنتھیوں ۸ : ۶ + افسیوں ۴ : ۶)۔

(۳) وہ خاص طور سے اُن کا باپ ہے جو اُس کے سچے پیرو ہو جاتے ہیں۔ اُس نے اُن کو رُوحانی زندگی بخشی ہے۔ وہ اُس کے رُوحانی خاندان کے شرکا ہیں اور وہ اُن سے خاص محبّت رکھتا اور اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ (۲کرنتھیوں ۶ : ۱۷ و ۱۸ + لُوقا ۱۲ : ۳۰ و ۳۲)۔

(ب) بیٹا خاص طور سے بنی آدم کا مخلصی دینے والا ہے۔ بیٹے کے ذریعے سے خُدا نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

(ج) رُوح القدس بالخصوص بنی آدم کی رُوحانی زندگی میں اُن کا مددگار ہے۔ رُوح کے ذریعے سے خُدا اپنے آپ کو آدمی کی رُوح پر ظاہر کرتا ہے۔

۹۔ لفظ خُدا تثلیث کے لئے استعمال کیا جاتا اور

واحد سمجھا جاتا ہے۔ لفظ "خُدا" باپ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے لیکن اکیلے بیٹے اور رُوح القدس کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ بیٹے کا ذکر کرتے ہوئے یُوں کہنا صحیح ہے۔ "خُدا بیٹا" یا "خُدا کا بیٹا"۔ رُوح القدس کا ذکر کرتے ہوئے یُوں کہنا صحیح ہے "خُدا کا رُوح" یا "رُوح القدس"۔

۱۰۔ دُعا خُدا سے کی جاتی ہے۔ (اُسے واحد خیال کیا جاتا ہے) یا باپ بیٹے یا رُوح القدس سے علیحدہ علیحدہ۔

چوتھا باب
یسوع مسیح
پہلی فصل ۔ اُس کی اُلوہیت اور انسانیت

۱۔ خُدا ابدی بیٹے نے ہمارا جسم اختیار کیا اور یسوع مسیح الٰہی آدمی کی حیثیت میں زمین پر رہا۔ یسوع مسیح کی زندگی کے قلمبند حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس میں خُدا اور انسان (اُلوہیت اور انسانیت) متحدہ تھے مثال کے طور پر:۔ لعزر کو مُردوں میں سے زندہ کرتے وقت آدمی کی حیثیت میں وہ غمزدہ بہنوں کے ساتھ غمگین ہُوا اور رویا۔ خُدا کی حیثیت میں اُس نے لعزر کو زندہ کیا۔

۲۔ یسوع مسیح ابدیت سے خُدا رہا ہے۔ وہ خُدا ہے اور ہمیشہ خُدا رہیگا۔

یہ مانا جاتا ہے کہ انسان ہونے سے پیشتر وہ ابراہیم

پر ظاہر ہُوا (پیدائش ۱۸ و ۲۲ باب) وہ یعقوب پر بھی ظاہر ہُوا (پیدائش ۳۲: ۳۰)۔ وہ مُوسیٰ پر بھی ظاہر ہُوا (خروج ۳: ۴ و ۱۴)۔

۳۔ خُدا کا بیٹا یسوع مسیح تجسّم پر آدمی بنا۔ وہ رُوح القدس کی قوّت سے کنواری مریم سے پیدا ہُوا۔ وہ آدمی بنا۔ وہ بدن جان اور رُوح رکھتا تھا۔ وہ الٰہی شان چھوڑ کر زمین پر آدمیوں کے درمیان آدمی کی حیثیت میں رہا۔ تاہم اُس نے خُدا ہونا ترک نہ کر دیا یعنی آدمی بننے سے اُس کی اُلوہیت جاتی نہ رہی۔ وہ خُدا اور آدمی دونو تھا۔ (فلپیوں ۲: ۵ ـ ۸)۔

۴۔ یسوع مسیح سرفراز ہونے پر خُدا اور آدمی دونو تھا اور وہ اب بھی خُدا اور آدمی دونو ہے۔ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اور تبدیل شُدہ انسانی جسم میں آسمان پر چلا گیا جہاں وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ کر آدمیوں کی شفاعت کرتا ہے۔

۵۔ اپنا عظیم کام انجام دینے کے لئے یسوع مسیح کا خُدا اور انسان دونو ہونا ضروری تھا۔

(ا) نجات مہیّا کرنے کے لئے۔ آدمی کی حیثیت میں وہ آدمی کی بجائے دُکھ اُٹھا سکتا تھا۔ خُدا کی حیثیت میں

اُس کی قربانی گناہ کا کفارہ دینے کے لئے کافی تھی۔

(ب) اپنے لوگوں کی مدد کرنے کے لئے۔ آدمی کی حیثیت میں وہ پُورے طور سے آدمی کی آزمائشوں۔ دُکھوں اور مُشکلات کی بابت سمجھتا ہے۔ خُدا کی حیثیت میں وہ فوق الفطرت طاقت اور تسلّی دیتا ہے۔ (عبرانیوں ۲: ۱۸)

دُوسری فصل۔ اُس کی اُلوہیّت

یسوع مسیح کی اُلوہیّت کے بہت سے ثبوت ہیں۔

۱۔ بائبل بار بار اُسے خُدا کہتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو (یسعیاہ ۹: ۶ + یوحنا ۱: ۱ + یوحنا ۲۰: ۲۸ + اعمال ۲۰: ۲۸ + ططس ۲: ۱۳ + ۱ پطرس ۱: ۱ + ۱ یوحنا ۵: ۲۰)۔

۲۔ بائبل میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح میں وہ طاقتیں اور کاملیّتیں پائی جاتی ہیں جو فقط خُدا میں پائی جاتی ہیں۔

(ا) وہ ابدی ہستی ہے (یسعیاہ ۹: ۶ + یوحنا ۱: ۲ + میکاہ ۵: ۲)

(ب) وہ قادرِ مطلق ہے۔ (یسعیاہ ۹: ۶ + مکاشفہ ۱: ۸)۔

(ج) وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے (متی ۱۸: ۲۰ + متی ۲۸: ۲۰)۔

(د) وہ عالم الغیب ہے (یوحنا ۲: ۲۴ و ۲۵)۔

(ہ) وہ لا تبدیل ہے (عبرانیوں ۱۳: ۸)

(و) اُس میں وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں جو باپ میں پائی جاتی ہیں (یوحنا ۱۶: ۱۵ + کلسیوں ۲: ۹)

۳۔ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے جو فقط خُدا کر سکتا ہے۔ یعنی:۔

(ا) پیدائش۔ (یوحنا ۱: ۳ + یوحنا ۱: ۱۰ + کلسیوں ۱: ۱۶)

(ب) دُنیا کی حکومت (متی ۲۸: ۱۸)

(ج) گُناہوں کی معافی (متی ۹: ۲ + کلسیوں ۳: ۱۳)

(د) مُردوں کو زندہ کرنا (یوحنا ۵: ۲۸ و ۲۹)۔

(ہ) دُنیا کی عدالت (یوحنا ۵: ۲۲ + یوحنا ۵: ۲۶ و ۲۷ + اعمال ۱۰: ۴۰ و ۴۲)۔

۴۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ یسوع مسیح کی ایسی پرستش کی جاتی تھی اور اُس کی ایسی پرستش کرنی چاہئے جیسی فقط خُدا کی پرستش کرنی مناسب ہے۔ پس:۔

(ا) رسُولوں اور مقدّسوں نے اُس کی پرستش کی اور اُس سے دُعا مانگی (لُوقا ۲۴: ۵۲ + مکاشفہ ۱: ۵ و ۶)

(ب) فرشتے اُس کی پرستش کرتے ہیں (عبرانیوں ۱: ۶ +

(مکاشفہ ۵: ۱۱ و ۱۲)

(ج) تمام مخلوقات اُس کی پرستش کرینگے (افسیوں ۱: ۲۰ و ۲۱ + مکاشفہ ۵: ۱۲ و ۱۳)

۵- بائبل یہ ظاہر کرتی ہے کہ یسوع مسیح نے ایسے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں جو مناسب طور پر فقط خُدا کر سکتا ہے چونکہ یہ مانا جاتا ہے کہ یسوع مسیح دُنیا میں سب سے اعلےٰ آدمی ہُوا ہے۔ پس وہ فقط اُنہی باتوں کا دعوےٰ کریگا جن کے صحیح ہونے کا اُسے علم ہے۔

(ا) اُس نے صفائی سے خُدا ہونے کا دعوےٰ کیا (یوحنا ۱۰: ۳۰ + ۵: ۲۳ + ۱۰: ۳۸ + ۱۴: ۱۰)۔

(ب) اس نے اپنے پیروؤں سے ایسی محبّت اور خدمت کا دعوےٰ کیا جیسی محبت اور خدمت مناسب طور پر خدا کی کرنی واجب ہے۔ اُس نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کی محبّت ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ اُس کی خاطر سب کچھ چھوڑنے اور اپنی جان تک دینے کے لئے رضامند ہوں۔ محض انسان ایسی جان نثاری کا مناسب طور پر مطالبہ نہیں کر سکتا (متی ۱۰: ۳۷ و ۳۸ + متی ۱۶: ۲۵ + لوقا ۱۴: ۲۶)۔

۶- جو لوگ حقیقت میں نجات یافتہ ہیں اُن کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ یسوع مسیح ضرور خُدا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ یسوع مسیح کی قُربانی کی خُوبی سے ہم نے ایمان کے ذریعے سے معافی پائی ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر یسوع مسیح فقط انسان ہوتا تو اُس کی قُربانی گُناہ کا کفارہ دینے کے لئے کافی نہ ہوتی لہٰذا ہم قائل ہیں کہ وہ خُدا ہے۔

تیسری فصل - اُس کی انسانیّت

یسوع مسیح کے انسان ہونے کی بہت سی شہادتیں ہیں

۱- بائبل بیان کرتی ہے کہ یسوع مسیح انسان بھی ہے۔ اور خُدا بھی (۱تیمتھیس ۲: ۵ + عبرانیوں ۲: ۱۴ + اعمال ۲: ۲۲)۔

۲- اناجیل بیان کرتی ہیں کہ اس میں انسان کی تمام ضروری خصوصیتیں پائی جاتی تھیں۔

(ا) وہ حقیقی طور پر انسانی جسم رکھتا تھا اور جسم کے معمولی جذبات سے اثر پذیر ہوتا تھا۔ اُسے بھوک لگتی تھی۔ (مرقس ۱۱: ۱۲)۔ وہ کھانا کھاتا تھا (مرقس

اُسے پیاس لگتی تھی (یوحنا ۱۹: ۲۸)۔ وہ تھک جاتا تھا (یوحنا ۴: ۶)۔ وہ سوتا تھا (متی ۸: ۲۴)۔ وہ رویا (یوحنا ۱۱: ۳۵) وہ مر گیا (یوحنا ۱۹: ۳۰)۔ مَوت کے بعد جب بھالے سے اُس کا جسم چھیدا گیا تو اُس میں سے خُون اور پانی نکلا (یوحنا ۱۹: ۳۴)۔ جی اُٹھنے کے بعد اُس نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا (لُوقا ۲۴: ۴۲-۴۳)۔

(ب) اُس میں حقیقی طور پر انسانی محسُوسات اور اُلفتیں پائی جاتی تھیں اور وہ اُن کو ظاہر بھی کرتا تھا۔ وہ باقی تمام انسانوں کی طرح جذبے کے تغیرات کے زیرِ اثر تھا (لُوقا ۲۳: ۴۶)۔ وہ غصّہ اور رنجیدہ ہو سکتا تھا (مرقس ۳: ۵)۔ وہ دِل میں نہایت رنجیدہ ہُؤا اور گھبرایا (یوحنا ۱۱: ۳۳ و ۳۸)۔
اُس نے گتسمنی باغ میں کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے (متی ۲۶: ۳۸)۔

(ج) جس طرح اس کا جسم حقیقی طور پر انسانی تھا اُسی طرح اُس کا دماغ بھی حقیقی طور پر انسانی تھا۔ (عبرانیوں ۲: ۱۷)۔

(۱) اُس کے دماغ نے رفتہ رفتہ ترقی کی (لُوقا ۲: ۵۲)

(۲) اُس نے عموماً ہماری طرح حالات معلوم کئے (مرقس ۱۱: ۱۲ و ۱۳)۔

(۳) اُس نے خود کہا کہ اس کا علم محدُود ہے۔ (متی ۲۴: ۳۶)۔

(د) عموماً جو آزمائشیں آدمیوں پر آتی ہیں اُس پر بھی آئیں۔ جس طرح ہمیں اپنے دِل میں فیصلہ کرنا پڑتا ہے اُسی طرح اُسے بھی اپنے دِل میں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ وہ اپنی مرضی کرے یا اپنے باپ کی مرضی بجا لائے بیابان میں چالیس دِن شیطان نے اُسے آزمایا۔ (لُوقا ۴: ۲)۔
اُس نے خود اپنے شاگردوں سے کہا کہ "تم وہ ہو جو میری آزمائشوں میں برابر میرے ساتھ رہے" (لُوقا ۲۲: ۲۸)۔ اور "وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گُناہ رہا"۔ (عبرانیوں ۴: ۱۵)۔
جس طرح اُس نے ہمیں فرمایا ہے کہ ہم اپنی رُوحانی زندگی کے لئے دُعا اور بیبل کے ذریعے سے خُدا سے طاقت مانگیں۔ اُسی طرح اُس نے اپنی رُوحانی زندگی کے لئے

خُدا سے طاقت مانگی۔ اپنی زندگی کے تمام نازک اوقات پر اُس نے دُعا مانگی (لُوقا ۵: ۱۶ + ۶: ۱۲ + ۹: ۱۸ و ۲۸ + ۲۲: ۳۹ - ۴۱ + یوحنا ۱۷: ۱)۔

بیابان کی آزمائش کے بعد فرشتوں نے آکر اُس کی خِدمت کی (متی ۴: ۱۱ + لُوقا ۲۲: ۴۳)۔

چوتھی فصل۔ اُس کے نام اور القاب

جو نام اور القاب یسُوع مسیح کو نئے عہد نامے میں دِئے گئے ہیں وہ اُس کی خصلت اور کام کی بابت بہت کچھ ظاہر کرتے ہیں

۱۔ "یسُوع" یہ نام خُدا کے حُکم کے مطابق اُس کی پیدائش پر اُسے دِیا گیا جس کا مطلب "نجات دہندہ" ہے (متی ۱: ۲۱)۔

۲۔ "خرستس" اور "مسیح" دونو کے معنے خُدا کا ممسُوح ہے۔ یعنی بنی آدم کو خُدا کا چُنیدہ مخلصی دینے والا۔" (متی ۱۶: ۱۶ + یوحنا ۱: ۴۱)۔

"خُداوند" جب یسُوع مسیح کے لئے "خُداوند" کا نام استعمال کیا جاتا ہے تو یہ اُس کی الُوہیت کا نشان ہے (لُوقا

۲: ۱۱)۔

۴۔ "کلام" کلام یسُوع مسیح کا ایک لقب ہے جو اُسے خُدا کا بڑا نمایندہ (خُدا کو ظاہر کرنے والا) ظاہر کرتا ہے جس طرح کوئی آدمی کلام کے ذریعے سے اپنے خیالات۔ محسُوسات اور نیز اپنے آپ کو دُوسرے آدمی پر الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اُسی طرح خُدا "کلام" یعنی اپنے ابدی بیٹے کے ذریعے سے اپنے آپ کو بنی آدم پر ظاہر کرتا ہے (یوحنا ۱: ۱ و ۱۴ + مکاشفہ ۱۹: ۱۳)۔

۵۔ "ابنِ آدم" نجات دہندہ نے اکثر اپنے آپ کو "ابنِ آدم" کہا ہے۔ اِس لقب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابنِ آدم ہونے کی حیثیت میں اُس کی حالت اُس کی سابقہ حالت سے ادنےٰ تھی۔ لہٰذا یہ اُس کی الُوہیت کی طرف اشارہ ہے (مرقس ۸: ۳۸ + لُوقا ۱۹: ۱۰)۔

"ابنِ خُدا" "خُدا کا بیٹا"۔ یہ لقب اَوروں نے ہر جگہ اُسے بڑی عزت کے ساتھ دیا ہے اور اُس نے خود اِس لقب کا دعوےٰ کیا (یوحنا ۵: ۲۵)

(ا) یہ لقب صفائی سے ظاہر کر دیتا ہے کہ مسیح

"خُدا کا بیٹا" ایک خیال سے اُن سبھوں سے بالا ہے
جو خُدا کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ یہ لقب مختلف
طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر۔

(۱) مسیح کو آزماتے وقت شیطان یوں کہہ کر شروع
کرتا ہے۔ "اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے" اور فوق الفطرت
ثبوتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ (لُوقا ۴: ۳ و ۹)

(۲) اُس کے بپتسمے اور تبدیلئے صُورت کے وقت
آسمان سے ایک آواز نے کہا کہ "یہ میرا پیارا
بیٹا ہے" (متی ۳: ۱۷ + لُوقا ۹: ۳۵)۔

(۳) یسُوع نے پطرس سے یہ لقب قبول کیا جب
پطرس نے اُسے کہا کہ تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے
تو اُس نے قبول کر لیا اور اُسے جواب دیا کہ جو
صداقت اس لفظ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خُدا
نے اُس پر ظاہر کی ہے (متی ۱۶: ۱۶ و ۱۷)۔

(۴) انگوری باغ کی تمثیل کے ذریعے سے یسُوع
مسیح دعوےٰ کرتا ہے کہ جس طرح انگوری باغ
کے مالک کا بیٹا اُس کے خاص نوکروں سے
بالا ہے اُسی طرح وہ بھی نبیوں سے بالا ہے

مرقس ۱۲: ۱-۱۲)۔

(۵) "خُدا کا اکلوتا بیٹا" یسُوع "خُدا کا اکلوتا بیٹا" کہلاتا
ہے (یوحنا ۳: ۱۶ و ۱۸) اور وہ خُدا کا اپنا بیٹا
کہلاتا ہے۔ (رُومیوں ۸: ۳)۔ یسُوع پر یہُودیوں
نے یہ الزام لگایا تھا کہ "اُس نے اپنے آپ کو
خُدا کا بیٹا بنایا" (یوحنا ۱۹: ۷)۔

(ب) بائبل صفائی سے یہ بیان کرتی ہے کہ یسُوع مسیح
خُدا کا بیٹا ہے۔

(۱) انسانی پیدائش سے پیشتر۔ (یوحنا ۱۶: ۲۸ + ۱
یوحنا ۴: ۹ + رُومیوں ۸: ۳)۔

(۲) وہ ابدیت سے خُدا کا بیٹا ہے۔ پس وہ ابدی
باپ کا ابدی بیٹا ہے۔ (یوحنا ۱۷: ۵ کلسیوں ۱: ۱۵)

(ج) چونکہ یسُوع مسیح خُدا کا بیٹا ہے۔ اس سے کسی
آدمی کے بیٹے کی طرح یہ مُراد نہیں کہ وہ اپنے باپ
کے بعد ہُوا کیونکہ باپ اور بیٹا دونو ابدی ہیں۔ بائبل
یہ تعلیم دیتی ہے کہ:۔

(۱) خُدا کا بیٹا باپ سے نکلا ہے (یوحنا ۵: ۲۶
۶: ۵۷)

(۲) خُدا کا بیٹا باپ کے تابع ہے (یوحنا ۵: ۱۹ ؛ ۱ کرنتھیوں ۱۱: ۳ + ۱۵: ۲۸)۔

(۳) خُدا کا بیٹا کامل طور پر باپ پر جان نثار ہے جو کچھ وہ ہے اور جو کچھ اُس کے پاس ہے وہ سب باپ سے حاصل کرتا ہے پس اُس کا ارادہ یہی ہے کہ اپنے باپ کے مقاصد پُورے کرے۔ (یوحنا ۶: ۳۸)۔

پانچواں باب

آدمی

پہلی فصل۔ آدمی کی خصلت

۱۔ آدمی جسم اور رُوح رکھتا ہے۔ مَوت کے وقت رُوح جسم سے جُدا ہو جاتی ہے اور جسم بے جان یعنی مُردہ ہو کر خاک سے مِل جاتا ہے۔ (واعظ ۱۲: ۷)۔

(ا) اپنے جسم کے ذریعے سے آدمی فِطرتی دُنیا سے تعلق رکھتا ہے جِسم فانی ہے اور مر جائیگا۔

(ب) اپنی رُوح کے ذریعے سے آدمی خُدا سے تعلق رکھتا ہے۔ رُوح غیر فانی ہے۔

۲۔ آدمی فطرت میں اعلےٰ ترین ہستی ہے (اشرف المخلُوقات)۔ اُس میں متواتر ترقی کرنے کی قابلیت پائی جاتی ہے۔

(ا) آدمی میں عقل یا سمجھ پائی جاتی ہے۔ وہ زبان کے ذریعے سے اپنے خیالات ظاہر کر سکتا ہے۔

(ب) آدمی اپنے چال چلن کے نیک و بد ہونے کا ذمہ وار ہے۔

(۱) اُس میں ضمیر ہے جو اُسے نیکی اور بدی کی پہچان کرنے کے قابل کرتی ہے جس وقت وہ نیکی کرتا ہے تو ضمیر خوشی کا اظہار کرتی ہے اور جب وہ بدی کرتا ہے تو اُسے قصور وار ٹھہراتی ہے۔ آدم کے گر جانے سے ضمیر ناپاک اور کمزور ہوگئی ہے اور اس وجہ سے اُس میں نقص پڑ گیا ہے اور اُسے روشن کرنے کی بہت ضرورت ہے لیکن وہ ہر ایک آدمی میں پائی جاتی ہے۔

(۲) آدمی رضائے آزاد رکھتا ہے یعنی فعل مختار ہے یا اُسے نیکی یا بدی کرنے کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ بات اُسے پاکیزگی کی بلند ترین منزل تک پہنچنے یا گناہ کی عمیق ترین گہرائی تک جانے کے قابل کرتی ہے۔

(ج) آدمی ایک مذہبی ہستی ہے۔ وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اُس کا دار و مدار کسی معبود پر ہے

جس کی اُسے پرستش کرنی چاہیئے۔ اُس میں خُدا کو جاننے اور اُس سے محبّت رکھنے کی لیاقت پائی جاتی ہے۔

۳- آدمی کی رُوحانی خصلت کو حکمرانی کرنی چاہیئے۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی ضمیر اور بنی آدم میں سے اعلےٰ ترین اشخاص کا تجربہ اور بائبل یہ سکھاتی ہے کہ رُوح حکومت کرے اور جسم اُس کا حکم مانے (۱ کرنتھیوں ۹: ۲۷ + رُومیوں ۸: ۱۳)۔

۴- آدمی کی اعلےٰ طاقتوں کے باوجود تمام آدمی گناہ آلُودہ ہیں۔ ضمیر۔ تجربہ۔ مشاہدہ اور بائبل اِس حقیقت کے شاہد ہیں۔

(۱) ضمیر آدمی کو اُس کی گناہ آلُودہ حالت کی نسبت قائل کرتی ہے۔ خوشی اور مزید اخلاقی قوت کے احساس سے نیکوکاری کو پسند کرتی ہے۔ بدی کرنے پر اُسے شرم دِلانے۔ اخلاقی کمزوری اور نتائج کا خوف دِلانے کے ذریعے سے قصُور وار قرار دیتی ہے صِرف وہ لوگ اِس بات سے مُستثنےٰ ہیں جو بدی کرتے کرتے اس قدر سخت ہو گئے ہیں کہ سُن ہو گئے

ہیں۔ (افسیوں ۴: ۱۹)۔

(ب) تجربہ اور مُشاہدہ یہ سکھاتے ہیں کہ سب گُناہ آلُودہ ہیں۔

(۱) گُناہ خود غرضی۔ غصّے۔ مغروری۔ کینے اور دھوکے بازی کی صُورت میں اور دیگر رغبتوں میں بہت جلدی بچّوں میں ظاہر ہو جاتا ہے اور اُن میں بھی جن کے چاروں طرف کے حالات نہایت اچھے اور باعثِ مدد ہوتے ہیں۔

(۲) آدمزاد کی تواریخ بدکاری کی ہیبتناک تواریخ ہے۔ یہ بات تمام قوموں اور زمانوں پر عائد ہے یعنی تمام قوموں اور زمانوں کے بارے میں درست ہے۔

(۳) بنی آدم کی بہتری کے لئے خواہ کوئی کوشش کیوں نہ کی جائے گُناہ اُس کوشش میں بڑی رُکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

(۴) جن لوگوں کا بظاہر چال چلن ٹھیک ہوتا ہے اکثر اُن میں بھی خود غرضی کے خیالات پائے جاتے ہیں جو اُنہیں تحریک دیتے رہتے ہیں۔

(ج) بائبل بیان کرتی ہے کہ گُناہ نے بنی آدم کو بگاڑ دیا ہے۔ فقط یسُوع مسیح بیمار دُنیا کا حکیم ہے اور سب کو نئی پیدائش کی ضرُورت ہے۔ (زبُور ۱۴: ۳ + امثال ۲۰: ۹ + ۱ یوحنا ۱: ۱۰ + رُومیوں ۳: ۲۳ + گلتیوں ۳: ۲۲)۔

دُوسری فصل۔ آدمی کا آغاز

۱۔ بائبل ہمیں جو کچھ آدمی کے آغاز کی نسبت بتلاتی ہے ہم اُسے با اعتبار قبول کر سکتے ہیں۔

۲۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ خُدا نے آدمی کو پیدا کیا۔

(۱) آدمی کی پیدائش کا بیان پیدائش کی کتاب کے پہلے باب کی چھبیسویں آیت سے لیکر دُوسرے باب کی پچیسویں آیت تک میں پایا جاتا ہے۔ ان آیات میں اُس کی اصل تواریخ لکھی گئی ہے جو اِس کے بیان کی طرز اور لہجے۔ عدن کے جائے وقوع کے صحیح بیان اور بائبل کے شروع سے لیکر آخر تک لفظ آدم کے اِستعمال سے جو پہلے انسان کا پُورا نام تھا اور جن کے معنے آدمی ہے ظاہر ہوتا ہے۔

(ب) اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا نے آدمی کو باقی تمام مخلوقات سے جو اس وقت موجود تھی اعلےٰ بنایا۔ گو وہ جسم کے ذریعے سے دیگر مخلوقات سے تعلق رکھتا ہے لیکن فقط اُسی میں فِطرت سے برتر زندگی پائی جاتی ہے جو براہِ راست خُدا نے اُسے بخشی ہے (پیدائش ۲: ۷)۔

(ج) زمانۂ حال کے بہت سے نامور سائنسدان آدمی کے آغاز کے متعلق بائبل کے تحریری بیان سے اتفاق رکھتے ہیں۔

(د) آدمی میں اِس خیال کا پایا جانا کہ اُس کا دار و مدار خُدا پر ہے ظاہر کرتا ہے کہ خُدا نے اُسے خلق کیا ہے۔ اگر خُدا نے اُسے خلق نہ کیا ہوتا تو اُس کا دار و مدار اِس طرح اس پر نہ ہوتا۔

۳۔ خُدا نے آدمی کو اِس لئے پیدا کیا کہ وہ اُس سے محبت رکھے۔ اُس کی خدمت کرے۔ اُس میں مگن رہے اور اُس کی بڑائی کرے۔ خُدا کے جلال کے لئے زندگی بسر کرنے یا اُس کی مرضی بجا لانے سے آدمی خُدا کے اعلےٰ مقاصد کو پُورا کرتا۔ اس کے ساتھ ایک ہو جاتا اور اس طرح حقیقی

خوشی۔ اپنے خالق کی مہربانی اور رفاقت حاصل کرتا ہے (یسعیاہ ۴۳: ۷ + مکاشفہ ۴: ۱۱ + ۱ کرنتھیوں ۱۰: ۳۱ + متی ۶: ۳۳ + ۱ یوحنا ۲: ۱۷)۔

۴۔ آدمی خُدا کی صُورت پر اُس کی شبیہ کی مانند بنایا گیا تھا۔ (پیدائش ۱: ۲۶ و ۲۷)۔

(ا) خُدا نے اُسے رُوح بخشا جس میں سمجھ۔ اخلاقی قوّتیں اور رُوحانی رفاقت کی لیاقت پائی جاتی ہے۔

(ب) خُدا نے آدمی کو خالص اور پاک بنایا۔

(ج) خُدا نے اُسے اپنے نمایندے کی حیثیت میں مخلوقات پر حکمران مقرر کیا۔

(د) خُدا نے اُسے غیر فانی بنایا۔ اگر وہ گُناہ نہ کرتا تو کبھی نہ مرتا۔ (پیدائش ۵: ۱ + ۹: ۶)۔

(ہ) خُدا نے ہمارے پہلے ماں باپ کو بے گناہی یعنی پاکیزگی کی حالت میں پیدا کیا۔ اُن میں وہ قوّت نہ پائی جاتی تھی جو آزمائش کا مقابلہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے لیکن اُن میں بُرائی کا فِطرتی میلان نہ پایا جاتا تھا اُن کا گُناہ آلودہ ہونا ضروری نہ تھا۔ اُن کی شروع کی پاکیزگی مُندرجہ ذیل باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

(ا) خُدا نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا۔ اِس میں راستبازی اور حقیقی پاکیزگی شامل ہیں (افسیوں ۴: ۲۴)۔

(ب) خُدا نے دیکھا کہ اُس کا پیدائشی کام بہت اچھا ہے اور اُس بہت اچھے کام میں آدمی شامل ہے (پیدائش ۱: ۳۱)۔

(ج) بائبل کے سادہ بیانوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے (مثال کے لئے دیکھو واعظ ۷: ۲۹)

۴۔ پہلے پہل آدمی کی حالت سادہ تھی لیکن اُس میں بہت سی سمجھ اور اُس کے ساتھ ہی اخلاقی اور رُوحانی قوت بھی پائی جاتی تھی۔

(ا) آدم خُدا کو جاننے اور اُس کے ساتھ باتیں کرنے کے قابل تھا۔ وہ اُس کے احکام سمجھ سکتا اور نیکی اور بدی کی پہچان کر سکتا تھا۔

(ب) تواریخ اُس بیان کی تصدیق کرتی ہے جو آدمی کی پہلی حالت کی بابت بائبل میں درج ہے۔ مثلاً:-

(۱) مختلف جنگلی فرقوں کی روایتیں اور زبانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی نسبت اُن کے آبا و اجداد زیادہ مہذّب تھے۔

(۲) بہت سی قومیں مثلاً مصری لوگ آج کل کی نسبت پہلے زمانے میں کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھے۔

(۳) پُرانی قوموں میں سابق ”سُنہری زمانے“ کی روایت پائی جاتی تھی۔

(ج) پس ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر آدمی خُدا کے ساتھ مِل کر رہتا تو وہ اِس وقت ہر قسم کے علم میں زیادہ ترقی یافتہ ہوتا۔ گُناہ نے اُسے پیچھے رکھا ہے۔

تیسری فصل۔ آدمی کا گُنہگار ہونا

۱۔ خُدا نے ایک سادہ حکم کے ذریعے سے ہمارے پہلے ماں باپ کا امتحان کیا اور ان کو پہلے سے آگاہ کر دیا کہ اگر وہ نافرمانی کرینگے تو اُس کا نتیجہ موت ہوگا (پیدائش ۲: ۱۶ و ۱۷)۔

۲۔ شیطان کی طرف سے آزمائش آئی۔ شیطان نے اُن کو آزمایا۔ وہ اُن فرشتوں کا سردار ہے جو بغاوت کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے تھے (۲ پطرس ۲: ۴+

(یہوواہ ۱: ۶ + لوقا ۱۰: ۱۸) وہ سانپ کی شکل میں حوّا کے پاس آیا اور اُس نے اُس کے دِل میں مندرجہ ذیل باتیں ڈالیں۔

(ا) خدا کی بھلائی کی بابت شک۔ (پیدائش ۳: ۱)۔

(ب) خدا کی آگاہی کی نسبت بے یقینی۔ (پیدائش ۳: ۴)

(ج) ممنوعہ چیز لینے کی خواہش۔ (پیدائش ۳: ۵)۔

(۳) جب ہمارے پہلے ماں باپ نے خدا کا حکم نہ مانا اور ممنوعہ پھل توڑ کر کھا لیا تو بنی آدم میں گناہ شروع ہو گیا۔

(۴) ہمارے پہلے ماں باپ کا گناہ ہیبتناک تھا کیونکہ اس میں اُن کے خالق کی جس نے ان کی بہتری و بہبودی اور خوشی کے لئے ہر طرح کا انتظام کیا تھا نافرمانی پائی جاتی تھی۔ اِس نافرمانی میں ہر قسم کے گناہ کا بیج اور رُوح پائی جاتی تھی۔

(ا) بے یقینی۔ اُنہوں نے خدا کا یقین نہ کیا اور شیطان کی جھوٹی بات کا یقین کر لیا۔

(ب) لالچ۔ اُنہوں نے ممنوعہ پھل توڑنے کی خواہش کی اور اُسے توڑ لیا۔

(ج) ناشکرگزاری۔ وہ بے قناعت اور ناشکرگذار تھے

(د) مغروری۔ وہ خدا کی مانند ہونا چاہتے تھے اور اُس سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔

(ہ) سرکشی۔ اُنہوں نے اُس کام کو کرنے کی جُرأت کی جسے خدا نے سخت منع کیا تھا۔

۵۔ اُنکے گناہ میں گرنے کے نتائج خود اُن کے لئے نہایت سنگین تھے۔

(ا) ان کو اپنے جُرم کا عِلم ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے خدا کی حضوری سے دُور رہنے کی کوشش کی۔

(ب) وہ گناہ اور شیطان کے اختیار میں آ گئے۔ یہ اِس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے بدکاری کا الزام ایک دُوسرے پر لگانے کی کوشش کی۔

(ج) خدا نے ان پر دُکھ اور موت کا فتوےٰ لگا۔

(د) وہ باغ عدن سے باہر نکالے گئے۔

(ہ) وہ دوزخ کی سزا کے مستحق (سزاوار) ہو گئے۔

۶۔ نیز جس وقت خدا نے ہمارے پہلے ماں باپ

کو اُن کے گُناہ کے ہیبتناک نتائج بتلائے اُس وقت بھی اپنی رحمت سے اُس نے اُن کو آنے والے نجات دہندہ کی بابت بتلایا۔ خُدا نے اُن الفاظ میں جو اُس نے سانپ سے کہے۔ اُن کو آنے والے نجات دہندہ کی بابت بتلایا۔ (دیکھو پیدائش ۳ : ۱۵)۔ یہاں "عورت کی نسل" سے مُراد مسیح ہے۔

۷۔ آدم تمام بنی آدم کا سردار اور نمایندہ تھا۔ لہٰذا اُس کے گُناہ کا اثر تمام بنی آدم پر پڑا۔

(۱) تمام انسان گُناہ آلُودہ خصلت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں جو بہت جلدی اُنہیں بدکاری کی طرف لے جاتی ہے۔

(۲) سب رنج۔ دُکھ اور مَوت کے تابع ہیں۔ (پیدائش ۳ : ۱۷ و ۱۹)۔

(ا) جس طرح ہم اپنے آبا و اجداد سے مختلف بُرائیاں ورثے میں پاتے ہیں۔ اُسی طرح ہم اپنے پہلے ماں باپ سے ورثے میں گُناہ پاتے ہیں۔ لیکن جو برکات سبھوں کو یسوع مسیح سے مُفت مل سکتی ہیں وہ اُن بُرائیوں اور گُناہوں سے کہیں زیادہ ہیں (رومیوں ۵ : ۱۸ و ۲۱)۔

چوتھی فصل۔ آدمی کی گُناہ آلُودہ حالت

۱۔ گُناہ کو خُدا کی شریعت کی نافرمانی یا عدُولی کہہ سکتے ہیں۔

(ا) اگر شریعت نہ ہو تو گُناہ بھی نہ ہو۔ (رومیوں ۷ : ۷ + ۴ : ۱۵ + ۳ : ۲۰ و ۱۹ + ۲ : ۱۵)۔

(ب) تمام گُناہ خُدا کی شریعت کی عدولی ہے۔ گُناہ کی خاصیت یہ ہے کہ آدمی خُدا کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کرتا ہے۔ جو لوگ واحد اور پاک خُدا کو نہیں مانتے۔ وہ گُناہ کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے (رومیوں ۸ : ۷ + یرمیاہ ۱۸ : ۱۱ و ۱۲ + یوحنا ۱۶ : ۸ و ۹)۔

(ج) راستی سے دیدہ دانستہ علیحدہ ہونا گُناہ ہے یہ "بدی"۔ "بدکاری" اور "گُناہ" کے الفاظ کے معنوں سے ظاہر ہوتا ہے جو اِس عظیم بُرائی کے لئے بائبل میں عموماً استعمال کئے گئے ہیں۔ (دانی ایل ۹ : ۵ + ۱ یوحنا ۳ : ۴)۔

(د) بُرائی میں پڑنا گُناہ ہے۔ (گُناہِ عمل) یا راستی نہ کرنا گُناہ ہے۔ (گُناہ عدمِ عمل) (۱یوحنا ۵: ۱۷ + یعقوب ۴: ۱۷)۔

۲۔ آدمی دو طریقوں سے گُناہ آلُودہ ہے۔

(ا) اُس میں گُناہ آلُودہ خصلت پائی جاتی ہے۔ وہ گُناہ کے مَیلان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ وہ خُدا کی راہوں کی نسبت اپنی راہوں کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس مَیلان کی وجہ سے وہ خود اپنے آپ کو رِہا نہیں کر سکتا۔ (زبُور ۵۱: ۵ + رُومیوں ۷: ۱۸ + افسیوں ۲: ۳)۔

(ب) وہ گُناہ آلُودہ کام کرتا ہے جو اُس کی گُناہ آلُودہ خصلت کا نتیجہ تو ہیں لیکن وہ اُنہیں اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے لہٰذا سب مُجرم یعنی گُنہگار ہیں۔ (رُومیوں ۳: ۱۲ + ۱: ۳۲)۔

۳۔ گُنہگار فقط اپنے گُناہ کا ذمّہ وار ہے۔ بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ گُناہ آلُودہ کام۔ محسُوسات اور خیالات ہر شخص کی اپنی مرضی کا نتیجہ ہیں۔ گو آدمی بدی پر مائل ہے تا ہم فعل مختار ہے۔ آدم کے گُنہگار ہونے سے

اُس کی رُوحانی طاقتیں گو کمزور ہو گئی تھیں لیکن برباد نہ ہوئی تھیں (دیکھو یرمیاہ ۳۱: ۲۹ + حزقی ایل ۱۸: ۴ و ۲۰ + یرمیاہ ۳۱: ۳۰ + حزقی ایل ۱۱: ۲۱)۔

ضمیر بائبل کی شہادت کی تصدیق کرتی ہے۔ جب آدمی بدکاری کی وجہ سے رنج محسُوس کرتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہ خود قصُوروار ہے۔

۴۔ بائبل مختلف صُورتوں میں گُناہ کو پیش کرتی ہے اور ہر صُورت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ گُناہ ایک ہیبتناک بُرائی ہے۔

(ا) گُناہ خُدا سے جُدائی ہے اور خُدا رُوحانی زندگی کا چشمہ ہے۔ گُناہ فقط کوئی خاص حُکم توڑنے سے کہیں زیادہ ہے۔ گُناہ خُدا کی مرضی کی اندرونی مُخالفت ہے۔ گُنہگار خُدا کی راہ کی بجائے اپنی راہ اختیار کرنے سے رُوحانی مَوت کا شکار ہو جاتا ہے۔ پھر چُونکہ اُس کا خُدا سے میل نہیں ہوتا وہ اُس سے کنارہ کشی کرتا۔ پیچھے ہٹتا اور بھاگتا ہے جب اُسے خُدا کی بابت یاد دِلایا جائے تو بُرا مناتا ہے۔ وہ خُدا کے بغیر رہنا چاہتا ہے اور وہ خُدا

سے جو اُس کا حقدار حاکم ہے باغی ہو جاتا ہے۔ (حزقی
ایل ۱۸: ۷ و ۸ + یسعیاہ ۵۹: ۲ + میکاہ ۳: ۴)۔

(ب) گُناہ خُدا کا غضب برپا کرتا ہے۔ چونکہ خُدا پاک
ہے اِس لئے وہ گُناہ سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن وہ
گنہگار سے محبّت رکھتا اور اُس پر ترس کھاتا ہے۔
(رُومیوں ۱: ۱۸ + یرمیاہ ۴۴: ۴ + کلسیوں ۳: ۶ +
زبُور ۵: ۴ و ۵)۔

(ج) گُناہ ایک مرض یا بیماری ہے جو آدمی کے سارے
وجود کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(۱) گُناہ دماغ کو تاریک کر دیتا ہے اور خُدا کے
رُوح کی مدد کے بغیر آدمی کو رُوحانی باتیں سمجھنے
کے ناقابل کر دیتا ہے (افسیوں ۴: ۱۷ و ۱۸)۔

(۲) گُناہ دِل کو ناپاک کرتا ہے (یرمیاہ ۱۷: ۹ +
واعظ ۹: ۳ + پیدائش ۶: ۵ + متی ۱۵: ۱۹)۔

(۳) گُناہ مرضی (قوّتِ ارادی) کو کمزور کر دیتا ہے
(رُومیوں ۷: ۱۴-۲۵)۔

(۴) گُناہ ضمیر کو دُھندلا کر دیتا ہے (افسیوں ۴
: ۱۹)۔

(د) گُناہ غُلامی ہے۔ ہر ایک گُناہ جو گنہگار کرتا ہے
وہ اُس کی گُناہ آلُودہ عادت کو پُختہ کرتا ہے۔
(یوحنا ۸: ۳۴ + رُومیوں ۷: ۱۴ + ۶: ۱۶ +
امثال ۵: ۲۲)۔

(ہ) گُناہ غم پیدا کرتا ہے۔ گُناہ اور دُکھ کا ابدی
میل ہے۔ یہ دونو ایک دُوسرے سے جُدا نہیں
ہو سکتے۔

(و) گُناہ میں جُرم پایا جاتا ہے۔ تمام قوموں کے
لوگ شروع سے اِس بات کے قائل رہے ہیں
کہ اگر بصورتِ دیگر گُناہ کا مُعاوضہ نہ دِیا جائے تو
یہ سزا کے لائق ہے اور آخر کار گُناہ کی سزا دی
جائیگی۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگر گنہگار کے گُناہ
کا مُعاوضہ نہ دیا جائے تو وہ سزا کے لائق ہے۔
اور آخر کار اُسے سزا ملیگی (دیکھو رُومیوں ۹:
۲۲ + عزرا ۹: ۶ + زبُور ۵۱: ۱۴ + یسعیاہ ۳: ۱۱ +
امثال ۱۱: ۲۱)۔

۵۔ گُناہ کی سزا مَوت ہے۔ رُوحانی اور جسمانی مَوت
دونو (رُومیوں ۶: ۲۳ + یعقُوب ۱: ۱۵ + یرمیاہ ۳۱: ۳۰)۔

(ا) جسمانی مَوت ۔ یہ رُوح کی جسم سے جُدائی ہے۔ (پیدائش ۴۹ : ۳۳) جسمانی مَوت گو پہلے مکمّل نہ تھی لیکن یُونہی کہ ہمارے پہلے ماں باپ نے گُناہ کیا وہ اُن میں شروع ہو گئی (پیدائش ۲ : ۱۷)۔ آدم کے گُناہ کے ذریعے سے اب سب مَوت کے تابع ہیں ۔لیکن یسُوع مسیح کے مخلصی دینے والے کام کے ذریعے سے ایک جلیل نئی زندگی (قیامت) حاصل کر کے مَوت سے سب آزاد ہو سکتے ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۵۴)۔

(ب) رُوحانی مَوت ۔ رُوحانی مَوت خدا سے رُوح کی جُدائی ہے۔

(ا) کسی حد تک بلحاظ خصلت یہ سبھوں کی حالت ہے اور نیز جسمانی زندگی میں یہی سب اِس کا تجربہ کرتے ہیں ۔(رُومیوں ۸ : ۶ + ۱۔ تیمتھیس ۵ : ۶)۔

(۲) رُوحانی مَوت ایک دم مکمّل رُوحانی مَوت نہیں ہوتی کیونکہ خُدا کے رُوح کے شفقت آمیز اثرات عرصۂ دراز تک گنہگار کے دِل پر

کام کرتے رہتے ہیں ۔ گو آدمی گُناہ میں مُردہ ہیں تا ہم اُن میں قوتِ ارادی پائی جاتی ہے لیکن وہ اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے ۔

(۳) رُوحانی مَوت جب مکمّل ہو جاتی ہے تو ابدی مَوت بن جاتی ہے یعنی گُنہگار خُدا سے بالکل جُدا ہو جاتا اور اُس کی حضُوری سے دُور ہو جاتا ہے۔

۴۔ سارے گُناہوں کی جڑ خود غرضی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کے جلال اور اَوروں کی بہتری و بہبُودی کا مُناسب لحاظ کئے بغیر اپنے آپ کو خوش کرنا۔

(ا) مُندرجہ ذیل باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود غرضی تمام گُناہوں کی جڑ ہے۔

(ا) شیطان کو خود غرضی سے تحریک ملتی ہے۔ فقط اپنے آپ کو خوش کرنے کے لئے وہ خُدا کو اُس کے تخت سے اُتارنا اور تمام بنی آدم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔

(۲) ہر قسم کے گنہگار اپنے گناہ سے اپنے آپ

کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) ممکن ہے کہ ایسے کام اور عمل جو بظاہر اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کی بنا خود غرضی پر ہو اور ایسے کام اور عمل جن کا نتیجہ نقصان کا باعث ہے اُن کی بنا ناخود غرضی پر ہو۔

(ب) خود غرضی کی مخالف اور سارے سچے مذہب کا ست محبت ہے۔ یعنی نیک کاموں میں مشغول رہنا اور اَوروں کی بہتری و بہبودی کے لئے کوشش کرنا۔ مندرجہ ذیل باتوں سے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔

(۱) کامل محبت کے نمونے سے جو خدا باپ اور یسوع مسیح نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے (۱یوحنا ۴: ۷ و ۸ + ۲ کرنتھیوں ۸: ۹)۔

(۲) بائبل کی سادہ تعلیم سے۔ (رومیوں ۱۲: ۱۰ + ۱کرنتھیوں ۱۳ باب)۔

(ج) پس خدا کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے اِس امر کی ضرورت ہے کہ زندگی کا خاص اصول خود غرضی سے محبت میں تبدیل کیا جائے۔

یہ تبدیلی نئی پیدائش یا دل کی تبدیلی کہلاتی ہے۔

۷۔ آدمی کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اُسے گناہ اور اُس کے نتائج سے چھٹکارا پانے کا وسیلہ مل جائے اور یسوع مسیح نے آدمی کی خاطر اپنے کفارے سے یہ وسیلہ کامل اور با افراط مہیا کر دیا ہے۔

چھٹا باب

مخلصی

پہلی فصل۔ مخلصی کا بیان

۱۔ دُنیا کی بُنیاد ڈالنے سے پہلے اس بات کی پیش نظری کرتے ہوئے کہ انسان گُناہ میں گِر جائیگا۔ خُدا نے اپنی بے حد محبّت سے اپنے بیٹے کی قُربانی کے ذریعے سے وسیلہ مہیّا کر دیا۔

(ا) اس عجیب تجویز کو مخلصی کہتے ہیں۔ اِس کے ذریعے سے خُدا کا بیٹا یسُوع مسیح گُناہ اور اُس کے ابدی نتائج سے مخلصی بخشتا ہے۔ (رُومیوں ۸ : ۳۲ + طِطس ۲ : ۱۳ و ۱۴ + افسیوں ۱ : ۷ + ۱پطرس ۱ : ۲۰ + افسیوں ۱ : ۴)۔

(ب) مخلصی کا مضمون نہایت ضرُوری ہے۔

(۱) بائبل کا مرکزی مضمون مخلصی ہے۔ پُرانا عہد نامہ مسیح کی آمد کی پیشین گوئی اور تیاری کرتا

ہے۔ نیا عہد نامہ مخلصی دینے والے کی حیثیت میں اُس کا کام اور اُس کے کام کے نتائج بیان کرتا ہے۔

(۲) مسیحی مذہب کا مرکزی عقیدہ مخلصی ہے۔

(۳) مُکتی فوج نہایت صفائی سے مخلصی کی تعلیم دیتی ہے۔

۲۔ مخلصی کے متعلق خُدا کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو آدم کے گُناہ میں گِر جانے کے ہولناک نتائج سے بچائے اور آخر کار اُسے اُس حالت سے جو آدم اور حوّا نے کھو دی تھی زیادہ پاک۔ خوش اور محفوظ حالت میں لائے اور ایک راستہ کھول دے جس کے ذریعے سے سب مندرجہ ذیل تجربات حاصل کر سکیں۔

(ا) نجات یعنی گُناہ کی مُعافی۔ دِل کی تبدیلی اور خُدا کے خاندان میں متبنّا ہونا۔

(ب) تقدیس۔ (پاکیزگی) یعنی گُناہ سے پُوری صفائی۔

(ج) خدا رُوح القدس کی لگاتار حضُوری اور مدد۔

(د) آخری دن جلالی بدن میں جی اُٹھنا۔ (قیامت)۔

(ہ) خُدا کے ساتھ بہشت میں ابدی خوشی۔

۳۔ مخلصی کی بنیاد خُدا کی محبت ہے۔ باپ نے اپنی محبّت سے بیٹے کو بخش دیا۔ بیٹے نے محبّت سے اپنے آپ کو گناہ آلودہ دُنیا کی خاطر قُربان کر دیا۔
(۱ یوحنا ۴: ۱۰ + رُومیوں ۵: ۸ + یوحنا ۳: ۱۶)۔

۴۔ یسوع مسیح کی قُربانی کی ضرُورت گُناہ کی خاصیت میں پائی جاتی ہے

خُدا کی تمام مخلوقات کی بہتری و بہبُودی کا دار و مدار اُس کی پاک شریعت کے عمل کرنے پر ہے۔ اگر خُدا ایسی قربانی کے بغیر جو گُناہ کے ہم پلّہ نہ ہو گناہ مُعاف کر دے تو اِس سے اُس کی شریعت کو ہلکا سمجھا جائیگا۔ جو گورنمنٹ قانون توڑنے والوں کو سزا دِئے بغیر چھوڑ دیتی ہے اُس کی رعایا بہت جلدی اس کی عزّت کرنی چھوڑ دیتی ہے اور اس عمل سے نا فرمانبرداری یعنی قانون شِکنی بڑھ جاتی ہے۔

پس ضرُورت یہ تھی کہ کوئی ایسی تجویز نکالی جائے جس کے ذریعے سے خُدا گُناہ معاف کر سکے اورگنہگار کو اپنی پُر محبّت شراکت میں شامل کرے اور اُس کے ساتھ ہی اپنی شریعت کی عزّت بھی قائم رکھے اور

گُناہ کی ہولناک بُرائی ظاہر کرے اور اپنے انصاف کو قائم رکھے۔

۵۔ خُدا کا بیٹا یسُوع مسیح جب مجسّم ہؤا اور آدمی کی حیثیت میں زمین پر رہا۔ صلیب پر مُؤا۔ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اپنے باپ کے پاس چلا گیا تو اُس نے یہ سب مطالبات پُورے کر دئے۔ پس اُس نے مختلف طریقوں سے آدمی کو برکت بخشی:

(ا) اُس نے کچھ تو اپنی تعلیم سے لیکن زیادہ تر اپنی خصلت اور قُربانی سے خُدا کی خصلت ظاہر کر دی (۱ یوحنا ۴: ۹ + یوحنا ۱: ۱۴ + یوحنا ۱: ۱۸ + کلسیوں ۱: ۱۳-۱۵)۔

(ب) اُس نے اپنی تعلیم کے ذریعے سے خُدا کی مرضی ظاہر کی۔ (یوحنا ۱۲: ۴۹)۔

(ج) اُس نے اپنی زندگی کے کامِل نمونے سے آدمی پر فقط یہی ظاہر نہ کیا کہ خُدا کیا ہے لیکن یہ بھی کہ آدمی کو کیسا ہونا چاہئے (افسیوں ۵: ۱)۔

(د) اُس نے اپنی مَوت سے گُناہ کا کفارہ دیا۔ یہ

سب سے ضروری ہے (رُومیوں ۵: ۱۱ + پطرس
۲: ۱۴ + ۱ پطرس ۲: ۲۴ + کلسیوں ۲: ۱۴ و ۱۵)۔
(ھ) اُس نے آدمی کی خاطر اپنے قبول شدہ کفارے
کی خوبی سے خُدا رُوح القدس کی حضوری اور
اُس کا عمل حاصل کیا۔

۶۔ کفارے میں از سرِ نو مخالفوں کا میل ملاپ
شامل ہے۔ پس یسُوع مسیح کے کفارے سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ اُس کی قربانی گناہ اور اُس کی سزا ہر دو
سے چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ کھولنے کے لئے کافی
قیمت رکھتی ہے اور اس طرح خُدا اور انسان کا نئے
سرے سے میل کرا دیتی ہے۔ (۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹ +
رُومیوں ۵: ۱۰ + افسیوں ۲: ۱۳-۱۵ + کلسیوں ۱: ۲۱ و ۲۲)۔
کفارے اور مخلصی کا آپس میں نزدیکی تعلق ہے۔
کفارہ وسیلہ ہے جو استعمال کیا گیا۔ مخلصی مقصد ہے جو
پُورا کیا گیا۔

۷۔ ایسی بے حد قیمت کی قربانی فقط یسُوع دے
سکتا تھا۔ اُس کی قربانی اس مقصد کے لئے کافی تھی کیونکہ:
(ا) وہ حقیقی طور پر آدمی تھا۔ پس وہ آدمی کے لئے

دُکھ اُٹھا سکتا اور مر سکتا تھا (عبرانیوں ۲: ۱۴ +
گلتیوں ۴: ۴ و ۵)۔
(ب) وہ حقیقی طور پر خُدا ہے۔ لہٰذا اُس کی قربانی
بے حد قیمت کی تھی (عبرانیوں ۱: ۱-۳ + فلپیوں ۲:
۵-۸)۔
(ج) وہ کامل طور سے پاک ہے۔ لہٰذا وہ خود کسی
طرح کی سزا کا مستحق نہ تھا۔ پس وہ اَوروں کے
گناہوں کے لئے دُکھ اُٹھا سکتا تھا (۲ کرنتھیوں ۵:
۲۱ + ۱ یوحنا ۳: ۵)۔
(د) اُس نے اپنی مرضی سے دُکھ اُٹھایا۔ اِس بات
نے اُس کی قربانی کو افضل طور پر واجب الاعزاز
بنا دیا (یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸ + افسیوں ۵: ۲ + عبرانیوں
۹: ۲۶ + گلتیوں ۱: ۴)۔

۸۔ ہمیں مسیح کی موت سے کس طرح فائدہ پہنچتا ہے
مسیح کی قربانی ایسی بے حد قیمت کی تھی کہ اُس کے ذریعے
سے خُدا کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ جو لوگ توبہ کریں اور
نجات دہندہ پر ایمان لائیں وہ ان کو معاف بھی کر
دے اور مُنصف بھی قائم رہے اور اپنی شریعت کو قائم

رکھتے ہوئے سب پر گُناہ کی ہولناک بُرائی ظاہر کرے۔ (رُومیوں ۳ : ۲۴ - ۲۸)۔

۹۔ بائبل مسیح کے کفارے کا مختلف طریقوں سے بیان کرتی ہے۔

(ا) بائبل میں مسیح کو "فِدیہ" اور اُس کے کام کو مخلصی کہا گیا ہے۔ فِدیہ مخلصی کی قیمت یا وسیلہ ہے۔ مخلصی سے مُراد وہ چھٹکارا ہے جو فِدیے یا قُربانی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا یسُوع مسیح اپنی قُربانی سے ہمیں گُناہ اور اُس کی سزا سے مخلصی بخشتا ہے۔ (۱۔ تیمتھیس ۲ : ۶ + گلتیوں ۱ : ۴ + کلسیوں ۱ : ۱۳ و ۱۴ + اعمال ۲۰ : ۲۸ + رُومیوں ۳ : ۲۴ و ۲۵ + مکاشفہ ۵ : ۹)۔

(ب) بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ مسیح نے گُنہگاروں کے بدلے دُکھ اُٹھایا۔

بائبل کی بہت سی آیتیں بیان کرتی ہیں کہ مسیح گنہگاروں کے لئے مُؤا اور اُس نے ہماری بدکاریاں اُٹھا لیں۔ اُس کی قُربانی ہمارے گُناہوں کا ایسا اظہار ہے جو ہم خود ہرگز نہ کر سکتے تھے۔ (۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۳ + ۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۵ + عبرانیوں ۲ : ۹)۔

(ج) بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ مسیح نے خُدا اور انسان میں از سرِ نو میل کرا دیا۔ از سرِ نو میل کرانے میں بڑی بھاری رکاوٹ یہ ہے کہ خُدا گُناہ سے نفرت کرتا ہے۔ یسُوع مسیح نے گُناہ کا کفارہ تو دے دیا ہے۔ اب فقط یہ باقی ہے کہ گُنہگار توبہ کرتا ہؤا ایمان کے ساتھ اُس کے پاس آئے تاکہ از سرِ نو میل کا عمل پُورا ہو جائے (۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۸ و ۱۹ + کلسیوں ۱ : ۱۹ و ۲۰)۔

۱۰۔ یسُوع مسیح نے خود مختلف طریقوں سے تعلیم دی کہ وہ بنی آدم کی خاطر کفارہ دینے کے لئے آیا۔

(ا) اُس نے خود کہا کہ اُس نے اپنی جان فِدیے کے طور پر دی (متی ۲۰ : ۲۸)۔

(ب) اُس نے اپنی صلیبی مَوت کا بیابان والے پیتل کے سانپ کے اُٹھائے جانے سے مُقابلہ کیا۔ پیتل کا سانپ ایک وسیلہ تھا جس کے ذریعے سے گُناہ کے باعث مرتے ہوئے بنی اسرائیل ایمان اور فرمانبرداری سے نئی زندگی پا سکتے تھے (یوحنا ۳ : ۱۴ و ۱۵ + یوحنا ۱۲ : ۳۲ و ۳۳)۔

(ج) اُس نے فرمایا کہ مَیں اپنا گوشت دُنیا کی زندگی کے لئے دیتا ہوں (یوحنا ۶ : ۵۱)۔

(د) اُس نے فرمایا کہ مَیں اچھا چرواہا ہوں جو بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا ۱۰ : ۱۱ و ۱۵)۔

۱۱۔ پُرانا عہد نامہ پہلے سے اشارہ کرتا ہے کہ یسوع کی موت گناہ کے لئے قربانی ہوگی۔

(ا) نبیوں نے مسیح کی قربانی کی پیشین گوئیاں کیں اور خصوصاً یسعیاہ نبی نے (یسعیاہ ۵۳ : ۵ و ۶)۔

(ب) پُرانے عہد نامے کی تواریخ میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو پہلے ہی سے مسیح کے کفارے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

(۱) عید فسح کا برّہ۔ جس طرح اُس کی موت بنی اسرائیل کی محافظت کا وسیلہ تھی (خروج ۱۲ باب) اِسی طرح یسوع مسیح کی موت گنہگاروں کے چھٹکارے کا وسیلہ ہے (اکرنتھیوں ۵ : ۷ + یوحنا ۱ : ۲۹)۔

(۲) یہودیوں کی با قاعدہ قربانیاں پہلے سے اشارہ کرتی ہیں کہ یسوع مسیح کی قربانی گناہ

کے لئے ہوگی (عبرانیوں ۹ : ۲۲ + عبرانیوں ۱۰ : ۱۱ و ۱۲)۔

(۳) پیتل کے سانپ کا اُٹھایا جانا (یوحنا ۳ : ۱۴ و ۱۵)۔

۱۲۔ مسیح کا جی اُٹھنا اور آسمان پر جانا اِس امر کے پختہ ثبوت ہیں کہ خُدا نے اُس کا کفارہ قبول کر لیا۔ خالی قبر۔ اپنے بیٹے کی بے داغ ہستی اُس کے کامل کام اور ضرورت کو اچھی طرح پُورا کرنے والی قربانی پر باپ کی مُہر تھی۔ (رُومیوں ۸ : ۳۴ + ۴ : ۲۴ و ۲۵)۔

۱۳۔ بعض اوقات مسیح کے کفارے کے عقیدے پر اِس بنا پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ بیگناہ کو گنہگار کی خاطر دُکھ اُٹھانے کی اجازت دینا بے انصافی ہے اِس کا جواب یہ ہے:۔

(ا) ایک طریقے سے بیگناہ ہمیشہ گنہگاروں کی خاطر دُکھ اُٹھاتے رہتے ہیں۔ ماں اپنے بچے کو بچانے کے لئے اپنا آرام۔ صحت اور نیز جان تک قربان کر دیتی ہے۔ گو بچّہ اپنی نافرمانبرداری کی وجہ سے خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(ب) مزید برآں نجات دہندہ نے اپنی مرضی سے قُربانی دی۔ اور اُسے وہ اختیار حاصل تھا جو کسی اور مخلوق کو نہیں ہے۔ اُسے اپنی جان دینے کا اختیار تھا۔ (یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸)۔

(ج) پھر مخلصی کی تجویز سے یسُوع مسیح کو بہت سا اجر ملا۔ اِسی اُمید سے جان کنی اور ذلّت اُٹھانے کی حالت میں اُس کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ جب اُس کا کام پُورا ہو گیا تو وہ نہایت سرفراز کیا گیا۔ اور اُسے بنی آدم کو اپنے مخلصی دینے والے کام کی رحمت کی برکات دینے کے لئے مقرر کیا گیا (عبرانیوں ۱۲: ۲ + فلپیوں ۲: ۸-۱۱)۔

۱۴۔ یسُوع مسیح کے کفارے کے کام کی بابت سوچتے یا کلام کرتے وقت چند عام غلطیوں سے بچنا چاہیئے۔

(ا) یسُوع مسیح کی مَوت کو گُنہگار کے قرض کی ادائیگی خیال نہ کرنا چاہیئے۔ اِسے لفظی طور پر نہ لینا چاہیئے۔ گُناہ اِس خیال سے قرض ہے کہ آدمی خُدا کی نظر میں محبّت اور فرمانبرداری کا قرضدار ہے۔ یہ روپے کے قرض کی مانند نہیں ہے کوئی

اور شخص اسے ادا نہیں کر سکتا۔

بائبل ہرگز یہ بیان نہیں کرتی کہ یسُوع مسیح نے گُنہگار کا قرض ادا کر دیا لیکن وہ یہ بیان کرتی ہے کہ اپنے کفارے سے اُس نے ایک راستہ کھول دیا جس کے ذریعے سے گُناہ معقُول طور سے مُعاف کیا جا سکتا ہے۔

(ب) یہ نتیجہ بھی نہ نکالنا چاہیئے کہ یسُوع مسیح نے اتنا ہی دُکھ اُٹھایا جتنا کہ گنہگار کو اُٹھانا چاہیئے تھا۔ بائبل میں کوئی ایسا خیال نہیں پایا جاتا۔

دُوسری فصل۔ کفارے کی حد

۱۔ یسُوع مسیح نے تمام بنی آدم کے لئے کفارہ دیا۔ پس جو کوئی چاہے نجات پا سکتا ہے۔ خُدا نے کسی کو باہر نہیں رہنے دیا۔

۲۔ ہم مانتے ہیں کہ یسُوع مسیح تمام آدمیوں کے لئے مُوا اور اِس کی وجُوہات مُندرجہ ذیل ہیں:-

(ا) چونکہ خُدا خیر اندیش اور مُنصف ہے اِس لئے وہ ایسا بے رحم اور بے انصاف نہیں کہ کسی کو باہر رہنے دے۔

(ب) بائبل ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک صفائی سے یہی تعلیم دیتی ہے کہ مسیح سب کے لئے مُؤا۔

(۱) بائبل میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جسے اگر صحیح طور پر سمجھا جائے تو اُس سے یہ ظاہر ہو کہ مسیح کی مَوت تمام آدمیوں کے لئے نہ تھی۔

(۲) برعکس اِس کے بائبل کے بہت سے حصّے صفائی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سب کے لئے مُؤا (۱تِمتھیس ۲ : ۶ + ۲کرنتھیوں ۵ : ۱۵ + عبرانیوں ۲ : ۹)۔

(۳) بائبل یہ بھی بیان کرتی ہے کہ وہ دُنیا کے لئے آیا اور "جو کوئی" چاہے نجات پائے (یوحنا ۳ : ۱۶ + یوحنا ۱ : ۲۹ + ۴ : ۴۲)۔

(۴) بائبل صفائی سے بیان کرتی ہے کہ وہ اُن کے لئے مُؤا جو ہلاک ہو جائینگے (۱کرنتھیوں ۸ : ۱۱ + ۲پطرس ۲ : ۱) اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سبھوں کے لئے مُؤا۔

(۵) بائبل بیان کرتی ہے کہ جس طرح آدم کے گناہ کا اثر تمام بنی آدم پر پڑا اِس طرح یسوع مسیح نے اپنی مَوت سے سب کے لئے کفارہ دیا (رُومیوں ۵ : ۱۸ + رُومیوں ۵ : ۲۰ + یسعیاہ ۵۳ : ۶)۔

(۶) بائبل ہمیں حکم دیتی ہے کہ ہم سب کے سامنے رحمت پیش کریں (مرقس ۱۶ : ۱۵ + مکاشفہ ۲۲ : ۱۷)۔

(۷) بائبل یہ سکھاتی ہے کہ اگر آدمی نجات نہ پائیں تو یہ اُن کا اپنا قصور ہے۔ اور اگر مسیح اُن کے لئے نہ مرتا تو اِس طرح نہ ہو سکتا تھا (حزقی ایل ۳۳ : ۱۱ + یوحنا ۵ : ۴۰)۔

۳۔ اِس اعتقاد کے کہ مسیح سبھوں کے لئے مُؤا۔ ضروری اور عملی نتائج ہیں۔

(ل) گنہگاروں کو تحریک دی جاتی ہے کہ وہ خُدا کو ڈھونڈیں۔ اگر مسیح فقط تھوڑے لوگوں کے لئے مرتا تو کسی کو یہ علم نہ ہوتا کہ وہ اُن تھوڑوں میں شامل ہے یا نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ :-

(۱) گنہگاروں کے کوشش کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی۔

(۲) کسی آدمی کو نجات حاصل کرنے کا پُورا یقین نہ ہوتا۔

(۳) کوئی آدمی اطمینان کے ساتھ نجات دہندہ پر یہ ایمان نہ رکھتا کہ وہ اسے بچائیگا۔

(ب) خُدا کے لوگ اس امر کے ذمہ وار ہیں کہ وہ سب لوگوں کی نجات کے لئے کوشش کریں۔ (لُوقا ۲۴ : ۴۷ و ۴۸ + ۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۹)۔

لیکن اگر کفارہ ایک محدود تعداد یعنی تھوڑے لوگوں کے لئے ہوتا تو کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ اُس محدُود تعداد میں کون کون شامل ہے۔ لہٰذا سب کو نجات کی بشارت دینا ایک مذاق بن جاتا۔

(ج) مسیح کی بادشاہت میں جماعت یا نسل کا کوئی امتیاز نہیں (گلتیوں ۳ : ۲۹) مسیح نے خود یہ تعلیم دی (لوقا ۱۳ : ۲۹ + اعمال ۱۰ : ۳۴ و ۳۵)۔

تیسری فصل۔ مخلصی اور آزاد مرضی کی مطابقت

۱۔ گو مخلصی کے فوائد سب کے لئے ہیں تا ہم ہر ایک شخص اُنہیں اپنی آزاد مرضی کے مطابق حاصل کرتا ہے۔ پس آدمی کو انتخاب کرنے کا اختیار ہے۔ مخلصی سے مُستفیض ہونا یا نہ ہونا اس کے اختیار میں ہے۔

مسیح نے اپنے آپ کو "راہ" "دروازہ" "روٹی" "پانی" وغیرہ کہہ کر تعلیم دی۔ یہ تمام چیزیں فقط استعمال کرنے ہی سے مُفید ثابت ہوتی ہیں۔

۲۔ یہ صاف صاف عیاں ہے کہ چونکہ خُدا سب کچھ جانتا ہے اِس لئے وہ پہلے سے جانتا ہے کہ کون اُس کی پیش کردہ نجات کو قبول کرینگے اور کون نہ کرینگے۔ لیکن اِس سے یہ مُراد نہیں کہ وہ آدمیوں سے اُن کی مرضی کے خلاف زبردستی عمل کرواتا ہے۔ خُدا پہلے سے جانتا ہے کہ آدمی نجات کو قبول کریگا یا نہ کریگا لیکن اُس کا پہلے سے جاننا آدمی کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سبب نہیں ہے۔ خُدا کی پیش عِلمی آدمی کی آزاد مرضی کے عمل میں دخل نہیں دیتی۔

۳ - خُدا کی پیش مقرری کا تعلق خصلت سے ہے نہ کہ خاص اشخاص سے - خُدا آدمیوں کا طرفدار نہیں لیکن وہ خصلت کا لحاظ رکھتا ہے - بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ خُدا یہ مقرر کر دیتا ہے کہ آدمی خصلت کے لحاظ سے خاص برکات حاصل کرینگے یا خاص نصیبے کے وارث ہونگے - کیونکہ اُس خصلت کے لحاظ سے وہ اُن کے لائق اور اُن کے لئے تیار ہیں -

مثلاً خُدا نے یہ پہلے سے مقرر کر دیا ہے کہ جو گنہگار اپنے گناہوں کا اقرار کرینگے اور اُنہیں چھوڑ دینگے - اُن پر اُس کی رحمت ہوگی - یسوع مسیح پر ایمان لانے والے نجات پائینگے - اور یسوع مسیح کو ردّ کرنے والے ہلاک ہونگے - مُقدّس لوگوں پر اُس کی شفقت ہوگی اور جو آخر تک برداشت کرینگے ابدی زندگی پائینگے -

پیش مقرری کے متعلق پولُس رسُول یُوں بیان کرتا ہے (رُومیوں ۸ : ۲۹ و ۳۰) -

اِن آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ خُدا نے پہلے سے یہ دیکھ لیا کہ کون یسوع کو قبول کرینگے اور اُس نے

پہلے سے مقرر کر دیا کہ جو یسوع مسیح کو قبول کرینگے اُس کی مانند ہو جائینگے اور جو اُسے قبول کرکے یا اُس کی بُلاہٹ کو مان کر ثابت قدم رہینگے آخر کار راست ٹھہرائے جائینگے اور جلالی مرتبہ پائینگے - لہذا اُس کا تعلق خاص خصلت سے ہے نہ کہ خاص اشخاص سے -

۴ - بائبل بیان کرتی ہے کہ خُدا نے بعض اشخاص کو کسی خاص کام یا خاص برکات یا استحقاق حاصل کرنے کے لئے برگزیدہ کیا یعنی چُن لیا - اِس کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہئے کہ :-

(اُ) خُدا کی برگزیدگی یا انتخاب کا عموماً ذاتی نجات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا - مثلاً :-

(۱) یسوع مسیح خُدا کا برگزیدہ یا چُنا ہؤا کہلاتا ہے (یسعیاہ ۴۲ : ۱) -

(۲) بعض اشخاص مختلف عہدوں کے لئے چُنے گئے تھے - جیسے کاہن (استثنا ۲۱ : ۵) - تو بھی ندب - ابیہو - ہفنی اور فینحاس کاہن جو سب لاویوں کی اولاد تھے اپنے گناہوں میں مر گئے

بادشاہ اور حاکم۔ مثلاً داؤد اور ساؤل۔ تاہم داؤد نے یہ دُعا مانگی "میری آنکھیں روشن کر نہ ہو کہ مجھے موت کی نیند آ جائے" (زبور ۱۳ : ۳)۔ ساؤل نے خود کُشی کر لی۔

نبی۔ مثلاً یرمیاہ۔ (یرمیاہ ۱ : ۵)۔ کسی نبی کے برگزیدہ ہونے سے یہ اطمینان نہیں ہو جاتا کہ اُس کو ذاتی نجات حاصل ہے۔ جیسا کہ بلعام کی کہانی سے جو یہوداہ کا نافرمانبردار نبی تھا ظاہر ہے (۱ سلاطین ۱۳ باب) اور اَور نبیوں کی کہانی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

رسُول۔ (لُوقا ۶ : ۱۳ + اعمال ۹ : ۱۵) لیکن یہوداہ اسکریُوتی نے خود کُشی کی اور پولُس نے خود نامستوجب یا نامقبُول ہونے کی ممکنات کا ذکر کیا۔ (۱کرنتھیوں ۹ : ۲۷)۔

(۳) خُدا نے یہودی قوم کو برگزیدہ کیا تاکہ اُسے خاص مذہبی استحقاق بخشے۔ تاہم بہت سے یہودی اپنے گناہوں میں مر گئے (استثنا ۷ : ۶)۔ رُومیوں کا نواں باب یہ بیان کرتا اور ظاہر کرتا

ہے کہ خُدا کا یہ حق تھا کہ یہودیوں کی بیوفائی کے باعث اُنہیں ترک کر دے۔ اور اُن کی جگہ غیریہودیوں کو چُن لے۔

(ب) بائبل یہ بیان کرتی ہے کہ خُدا ذاتی نجات کے لئے اُن کو برگزیدہ کرتا یا چُنتا ہے جو اُس کی فرمانبرداری کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں (دیکھو متی ۲۲ : ۱۴) یہاں شادی کی ضیافت سے یہ مُراد ہے کہ خُدا سب کو نجات دینے کے لئے بُلاتا ہے لیکن چند ہی لوگ ایسے ہیں جو اُس کی شرائط پُوری کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس میں شرائط پُوری کرنے کو پوشاک پہننے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۵۔ بائبل صفائی سے بیان کرتی ہے کہ یسُوع مسیح سبھوں کے لئے نجات کا راستہ کھولنے کے لئے مُوا اور در حقیقت اُن کو بچانے یا نجات دینے کے لئے جو ایمان کے ساتھ اُس کے پاس آئیں (یوحنا ۳ : ۱۴ و ۱۵ + یوحنا ۶ : ۴۰ + کلسیوں ۱ : ۲۰ + یوحنا ۱۲ : ۳۲ + ۱تیمتھیس ۴ : ۱۰ + طِطس ۲ : ۱۱)۔ پس ظاہر ہے کہ یہ تصور کرنا غلطی ہے کہ چونکہ یسُوع مسیح سبھوں کے لئے مُوا اس

لیئے ضرور ہے کہ سب نجات پائیں یا یہ نتیجہ نکالنا بھی غلطی ہے کہ آدمیوں کے عمل کا لحاظ نہ کرتے ہوئے خدا نے اُن کو بچانے۔ یا ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

۴۔ بائبل صفائی سے بیان کرتی ہے کہ اگر آدمی یسوع مسیح کے کفارے کی برکات حاصل کرنا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اپنا حصّہ کرے (حزقی ایل ۱۸: ۲۳+۲پطرس ۳: ۹ + متی ۱۳: ۳-۸ + متی ۱۳: ۱۸-۲۳ + یعقوب ۴: ۸ + ۱سموئیل ۷: ۳ + متی ۲۲: ۱-۱۰ + ۲ تواریخ ۱۶: ۹ + یوحنا ۸: ۱۲)۔

لیکن اِس امر کا صفائی سے سمجھ لینا ضروری ہے کہ کوئی آدمی کوئی ایسا فعل نہیں کر سکتا یا کوئی ایسا دکھ نہیں اُٹھا سکتا یا کوئی ایسی بات نہیں کر سکتا جس کے کرنے سے وہ نجات کا حقدار ہو جائے۔ شروع سے آخر تک ہماری نجات کی بنا خدا کی محبت پر ہے جو یسوع مسیح کے کام اور قربانی سے ظاہر کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نجات کو جس کا وہ مستحق یا حقدار نہیں قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ (ططس ۳: ۵ + رومیوں ۴: ۲۳-۲۵)۔

ساتواں باب

خدا روح القدس

پہلی فصل۔ اُس کی خصلت

۱۔ بائبل میں خدا روح القدس کو "خدا کا روح" "یسوع مسیح کا روح" "روح" "شفیع" یا مددگار بھی کہا گیا ہے۔

۲۔ بائبل صفائی سے یہ تعلیم دیتی ہے کہ خدا روح القدس حقیقت ہیں اور سچ مچ خدا ہے۔ کیونکہ:۔

(ا) اُسے خدا کے نام دیئے گئے ہیں جیسے "خدا" اعمال ۵: ۳ و ۴ اور "خداوند" یسعیاہ ۶: ۸ و ۹ آیت کا مقابلہ اعمال ۲۸: ۲۵ آیت سے کرو۔

(ب) خدا کی صفات اُس سے منسوب کی گئی ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) وہ ایک ابدی ہستی ہے (عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

(۲) وہ قادرِ مطلق ہے (رومیوں ۱۵: ۱۳)۔

(۳) وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے (زبور ۱۳۹: ۷)۔

(۴) وہ عالم الغیب ہے (اکرنتھیوں ۲: ۱۰)۔

(ج) الٰہی (خدا کے) کام رُوح القدس سے منسوب کئے گئے ہیں مثلاً:۔

(۱) نئی پیدائش۔ (طِطس ۳: ۵)۔

(۲) مُعجزانہ قوتوں اور بخششوں کا دینا (رومیوں ۱۵: ۱۹ + اکرنتھیوں ۱۲: ۶ و ۱۱)۔

(۳) دانائی کی تعلیم دینا (اکرنتھیوں ۲: ۱۳ + یعقوب ۱: ۵)۔

۳۔ بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ خُدا رُوح القدس فقط ایک اثر یا خُدا کی صِفت نہیں ہے لیکن وہ اُسی طرح پاک تثلیث کا ایک اقنوم ہے جس طرح خود باپ اور بیٹا ہیں۔

(ا) بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ایک اقنوم (شخص) کی طرح برتاؤ کیا جاتا ہے۔

(۱) اُس کے خلاف کُفر بکا جا سکتا ہے (متی ۱۲: ۳۱)۔

(۲) اُس سے جُھوٹ بولا جا سکتا ہے (اعمال ۵: ۳)۔

(۳) اُسے رنج پہنچانا ممکن ہے (افسیوں ۴: ۳۰)۔

(ب) اُس میں شخصیت کی قوتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) سمجھ (اکرنتھیوں ۲: ۱۰ و ۱۱ + اکرنتھیوں ۱۲: ۸)۔

(۲) مرضی (اکرنتھیوں ۱۲: ۱۱)۔

(ج) یسُوع مسیح نے رُوح القدس کو پیرا کلیٹ کہا۔ (یوحنا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ ابواب + یوحنا ۱۴: ۲۶)۔

دُوسری فصل۔ اُس کا کام

۱۔ رُوح القُدس لگاتار آدمیوں کے دِل میں کام کرتا رہتا ہے۔

(ا) اُس کا مقصد یہ ہے کہ گنہگاروں کو نجات کی راہ پر لائے۔ اور نجات یافتہ لوگوں کو مُناسب طور سے خُدا کی خدمت کرنے کے قابل بنائے۔

(ب) خُدا رُوح القُدس کی حضُوری اور کام اُن برکات میں سے ہیں جو یسُوع مسیح کی مَوت سے حاصل کی گئی ہیں۔ مسیح نے اپنی مَوت سے نہ فقط وہ "راستہ" کھول دیا جس کے ذریعے سے گنہگار خُدا کے پاس آ سکتے ہیں لیکن اُس نے آدمیوں کو ترغیب

دینے اور اُنہیں اُس راستے کے استعمال کرنے کے قابل بنانے کے لئے ایک قادرِ مطلق مددگار بھی بھیجا۔ (یوحنا ۱۶: ۷ + یوحنا ۱۴: ۲۶ + ططس ۳: ۵ و ۶)۔

(ج) خدا رُوح القدس شروع سے آدمیوں میں کام کرتا رہا ہے۔ خدا کے سچے متلاشی جو یسوع مسیح کی موت اور جی اُٹھنے سے پہلے ہوئے ہیں اُنہوں نے یسوع مسیح کی اُس قربانی کے طفیل سے جو ہونے والی تھی۔ معافی۔ خُدا کی مقبولیت اور خدا رُوح القدس کی مدد پائی جس طرح آج کل خُدا کے سچے متلاشی اُس بڑی قربانی کے ذریعے سے جو ہو چکی ہے وہی برکات پاتے ہیں۔

۲- بائبل بیان کرتی ہے کہ خدا رُوح القدس اُس "پچاسویں دن" پنتکست سے پہلے کام کرتا رہا ہے جس کا ذکر اعمال کے ۲ باب میں پایا جاتا ہے۔

(ا) اُس نے پُرانے عہد نامے کے مقدسوں کو اُن کے تجربات میں امداد دی (زبور ۵۱: ۱۱ + حزقی ایل ۳۶: ۲۷)۔

(ب) اُس نے پُرانے زمانے کے خادموں کو اُن کے کام

کے لائق بنایا۔ بزلیل (خروج ۳۱: ۲ و ۳)۔ جداؤن (قاضیون ۶: ۳۴) سمسون (قاضیون ۱۳: ۲۵) داؤد (اسموئیل ۱۶: ۱۳) میکاہ (میکاہ ۳: ۸)

(ج) اُس نے پُرانے عہد نامے کے مُصنّفوں کو الہام بخشا (۲ پطرس ۱: ۲۱)۔

(د) یسوع مسیح کی زندگی اور کام کے متعلق اکثر اُس کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً:-

مسیح کی پیدائش پر۔ (لوقا ۱: ۳۵)۔

مسیح کے بپتسمے پر۔ (لوقا ۳: ۲۲)۔

مسیح کے مُعجزات کے متعلق (متی ۱۲: ۲۸)۔

مسیح کے جی اُٹھنے پر۔ (۱ پطرس ۳: ۱۸)۔

(ہ) وہ پہلے بھی جب مسیح اِس دُنیا پر تھا کسی حد تک شاگردوں کے ساتھ تھا۔ یہ اُس اختیار سے ثابت ہوتا ہے جو اُنہیں بد رُوحیں نکالنے کے لئے دِیا گیا تھا (لوقا ۹: ۱) اور اُس حقیقت سے بھی کہ جب نجات دہندہ نے رُوح القدس کے پُورے نزول کی بابت ذکر کیا تو اُس نے یہ الفاظ کہے کہ "تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے

اور تمہارے اندر ہوگا" (یوحنا ۱۴: ۱۷)۔

۳۔ پچاسویں دن (پنتکست) پُورے پیمانے میں رُوح القُدس شاگردوں کو دیا گیا تاکہ اُن کو اُن کے عظیم کام کے لائق بنائے۔

وہ پچاسواں دن نئے زمانے کا شروع تھا۔ اب خُدا کے تمام لوگوں کو اُس کے کارندے ہونے کے لیے بُلایا جاتا ہے۔ اور وہ رُوح القدس کی خاص قوّت حاصل کر سکتے ہیں تاکہ اُس کام کو انجام دے سکیں جسے وہ محض اپنی کوششوں سے انجام نہیں دے سکتے۔ (زکریاہ ۴: ۶ + اعمال ۲: ۱۷)۔

۴۔ نیا عہد نامہ بیان کرتا ہے کہ خُدا رُوح القُدس کا (ا) سچائی (ب) پاکیزگی اور (ج) طاقت سے خاص تعلق ہے۔

(ا) وہ سچائی کا رُوح کہلاتا ہے (یوحنا ۱۴: ۱۷+۱۵ : ۲۶ + ۱۶: ۱۳) وہ آدمیوں کو چیزوں کی اصلی حالت دِکھلاتا ہے۔ لہٰذا وہ مظہر اور گواہ کہلاتا ہے۔

(۱) اُس نے شاگردوں کو یسُوع مسیح کی بابت سچائی کو سمجھنے اور اُسے قلمبند کرنے کی قابلیّت

بخشی (یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۲۷ + یوحنا ۱۶: ۱۲ و ۱۳)۔

(۲) وہ گنہگاروں پر گُناہ کی سخت بُرائی کی حقیقت ظاہر کرتا ہے اور یہ بھی کہ فقط یسُوع نجات کی راہ ہے۔

(۳) وہ خُدا کے لوگوں کے دِلوں میں اُن کی نجات اور پُوری تقدیس کے بارے میں سچائی کی گواہی دیتا ہے۔

(ب) وہ ساری سچّی پاکیزگی کا جو آدمیوں میں پائی جاتی ہے چشمہ ہے (گلتیوں ۵: ۲۲ و ۲۳)۔

(ج) وہ قوّت بخشنے والا ہے۔ یسُوع نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ "جب تک عالمِ بالا سے تم کو قوّت کا لباس نہ ملے۔ یروشلیم میں ٹھہرے رہو۔ اُس نے وعدہ کیا کہ "جب رُوح القُدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوّت پاؤ گے" (اعمال ۱: ۸) پولُس نے رُوح القُدس کی قوّت پا کر مُنادی کی (رُومیوں ۱۵: ۱۹) رُوح کا نام "پرکلیٹ" ہے۔ "پرکلیٹ" کے معنی "شفیع" اور "مددگار" کے ہیں وہ خُدا کے لوگوں کی ہر حالت میں مدد کرتا ہے اور اُن کو تقویت بخشتا ہے۔ خصُوصاً اُن کے کام میں جو وہ

خدا اور رُوحوں کے لئے کرتے ہیں۔

۵۔ خُدا رُوح القدس خصوصاً آدمیوں کی رُوحانی زندگی میں اُن کی مدد کرتا ہے رُوح میں اُس کے عملات تعداد میں بہت سے ہیں اور مختلف بھی ہیں۔

(ا) گنہگاروں کی نجات کے سلسلے میں۔

(۱) وہ گنہگاروں کو گُناہ سے قائل کرتا ہے (یوحنا ۱۶ : ۸)

(۲) وہ گنہگاروں کے ساتھ مزاحمت کرتا ہے (پیدائش ۶ : ۳)

(۳) وہ نئی پیدائش بخشتا یا نئی پیدائش میں مدد کا باعث ہوتا ہے (یوحنا ۳ : ۵)۔

(ب) مسیحی زندگی کی برقراری اور ترقی کے سلسلے میں۔

(۱) وہ نجات کا یقین بخشتا ہے (رُومیوں ۸ : ۱۶)۔

(۲) وہ اپنے لوگوں کو مُقدّس کرتا ہے (۱ پطرس ۱ : ۲ + ۱ کرنتھیوں ۶ : ۱۱)۔

(۳) وہ اپنے لوگوں کے ساتھ اور اُن کے اندر رہتا ہے (یوحنا ۱۴ : ۱۶ و ۱۷)۔

(۴) وہ اپنے لوگوں کی رہنمائی کرتا اور اُن کو تعلیم

دیتا ہے (۱ یوحنا ۲ : ۲۷)۔

(۵) وہ اپنے لوگوں کی دُعاؤں میں امداد کرتا ہے۔ (رُومیوں ۸ : ۲۶)۔

(ج) خُدا کے لوگوں کو رُوحیں جیتنے والوں کی حیثیت میں استعمال کرتے ہیں۔

(۱) وہ اُنہیں خاص خدمت کے لئے بُلاتا ہے۔ (اعمال ۸ : ۲۹ + ۱۰ : ۱۹ و ۲۰ + ۱۳ : ۲)۔

(۲) وہ اُنہیں ان کے کام کے قابل بناتا ہے (اعمال ۶ : ۱۰ + اعمال ۴ : ۳۱ + متی ۱۰ : ۱۹ - ۲۰)۔

۶۔ خُدا رُوح القدس کی ضرورت ہے تاکہ وہ لوگوں کو گُناہ سے قائل کرنے اور اُن میں نیکی کرنے کی خواہشات پیدا کرنے کے ذریعے سے اُن کے دِل کی قُدرتی مخالفت اور سختی کو دُور کرے اور پھر اُنہیں ترغیب اور امداد دے کہ وہ خُدا کے تابع ہو جائیں اور نجات پائیں۔

۷۔ خُدا رُوح القدس مختلف طریقوں سے آدمیوں کی رُوحوں میں اپنا کام انجام دیتا ہے۔

(ا) وہ نجات یافتہ لوگوں کو استعمال کرتا ہے اور اُنہیں براہِ راست دانائی، محبّت۔ غیرت۔ خیالات اور

پیغامات دیکر اُن کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اَوروں کی نجات اور برکت کے لئے اُنہیں جنگ میں قائم رکھتا ہے۔

(ب) وہ بائبل کے ذریعے سے آدمیوں کی رُوحوں سے کلام کرتا ہے۔

(ج) وہ براہِ راست آدمیوں کے دِلوں سے کلام کرتا ہے۔ اُن کو اُن کا فرض محسُوس کراتا اور اُن پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کریں۔

۸۔ آدمی خُدا رُوح القدس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

(ا) وہ اطاعت کرنے کے لئے مجبُور نہیں کرتا (اعمال ۷ : ۵۱ + ۱ تمیتھیس ۳ : ۸)۔

(ب) گُنہگار اِس لئے خُدا کے رُوح کا مقابلہ کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے گُناہوں کو پیار کرتے اور اُن سے لپٹے رہتے ہیں (یوحنا ۳ : ۱۹ + یوحنا ۵ : ۴۰)۔

(ج) خُدا کے رُوح کا لگاتار مقابلہ کرنے کا نتیجہ ہلاکت ہے (ہوسیع ۴ : ۱۷ + یسعیاہ ۶۳ : ۱۰)۔

۹۔ جتنے لوگ نجات یافتہ ہیں اُنہیں رُوح القدس گواہی دینے کے لئے کہتا ہے اور اُنہیں اُس کا کہا ماننا چاہئیے

ورنہ وہ اپنی غفلت کے نتائج کے ذِمّہ وار ٹھہرائے جائینگے (حزقی ایل ۳۳ : ۶ + یعقوب ۵ : ۲۰)

رُوحیں جیتنے کے کام میں کامیاب ہونے کے لئے خُدا کے رُوح کی شراکت ضرُوری ہے لہٰذا یسُوع مسیح کے خادم کو چاہئیے کہ وہ :-

(ا) اپنے آپ کو خُدا کے سپُرد کرے اور اُس کے عوض رُوح القدس کی معمُوری حاصل کرے۔ اپنے تجربے کے شروع سے آخر تک اُسے رُوح القدس کا بپتسمہ لیتے رہنا چاہئیے۔

(ب) اُسے خُدا کے رُوح سے محبّت رکھنی اور اُس کا حکم ماننا چاہئیے۔

(ج) اُسے خُدا کے جلال اور اُس کی بادشاہت کی ترقی کے لئے زندگی بسر کرنی چاہئیے۔

(د) اُسے ہمیشہ یقین رکھنا چاہئیے کہ خُدا کا روح اُس کے ساتھ مِل کر کام کر رہا ہے۔

(ہ) اُسے ہمیشہ یہ اقرار کرنا چاہئیے کہ اس کا دار و مدار خُدا پر ہے اور اُسے اچھے نتائج کے لئے خُدا کی بڑائی کرنی چاہئیے +

آٹھواں باب

نجات

پہلی فصل - دیباچہ

۱- نجات مخلصی کا نتیجہ ہے - مخلصی نوح کی کشتی بنانے اور ساز و سامان سے آراستہ کرنے کی مانند ہے نجات کشتی میں داخل ہو کر طوفان سے بچنے کی مانند ہے۔

۲- نجات "نجات پانا یا بچ جانا" کے زیادہ مختصر یا مفصّل معنے ہو سکتے ہیں

(ا) نجات کے زیادہ مختصر معنے یہ ہیں کہ جو گنہگار خدا کی اطاعت قبول کرتا ہے وہ ایک دم اُس کے اندر اور اُس کے واسطے ایک کام کرتا ہے جس میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں۔

(۱) گناہوں کی معافی

(۲) نئی پیدائش۔

(۳) خدا کے خاندان میں لے پالک ہو جانا۔

(ب) نجات کے زیادہ مفصّل اور پورے معنے یہ ہیں کہ گنہگار کو گناہ اور اُس کے نتائج سے پورا چھٹکارا مل جاتا ہے یا اُس سے مراد وہ تمام باتیں ہیں جو خدا گنہگار کے لئے کرتا ہے جب تک وہ جسم و جان سے آزاد ہو کر اور بہشت میں پہنچ کر اُس کی خوشیوں میں شامل نہیں ہوتا۔ اِس خیال سے نجات میں وہ تمام برکات شامل ہیں جو یسوع مسیح کے مخلصی دینے والے کام کے ذریعے سے آدمیوں کے لئے حاصل کی گئی ہیں۔

(ج) بائبل "بچ جانا" (نجات پانا) اور "نجات" دونو صورتوں میں استعمال کرتی ہے۔

زیادہ مختصر معنوں کے حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:-

(۲ کرنتھیوں ۶: ۲ + اعمال ۱۶: ۳۱ + اعمال ۲: ۲۱ + ۲ کرنتھیوں ۷: ۱۰

زیادہ مفصّل معنوں کے حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں

فلپیوں ۲: ۱۲ + رومیوں ۱۳: ۱۱ + ۱ پطرس ۴: ۱۸ + ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۸ + متی ۲۴: ۱۳)۔

(د) مکتی فوج میں "بچ جانا" (نجات پانا) اور "نجات"

زیادہ تر مختصر معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں
اور اِس کتاب میں بھی یہ الفاظ اِسی طرح
استعمال کئے گئے ہیں۔ اگر برعکس بیان نہ کیا گیا ہو۔

۳۔ خدا گنہگار کو خاص شرائط پر نجات بخشتا ہے۔
(اس باب کی دُوسری فصل دیکھو) (مرقس ۱: ۱۵ +
اعمال ۲۰: ۲۰ و ۲۱)۔

۴۔ نجات فضل سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے
کہ خُدا کی غیر مستحقانہ محبّت سے جو یسوع مسیح کی
قُربانی کی خُوبی سے توبہ کرنے والے اور ایمان لانے
والے گُنہگار کے لئے مُفت حاصل کی گئی ہے۔
(۱ کرنتھیوں ۱۵: ۱۰ + رُومیوں ۵: ۱۵ + ۲ تمیتھیس ۱: ۹)

دُوسری فصل۔ نجات کی شرائط

۱۔ توبہ نجات کی پہلی شرط ہے۔

(ا) گناہ کو چھوڑنے اور خُدا کی فرمانبرداری کرنے
کا سچّا اور پُختہ ارادہ توبہ ہے۔

(ب) سچّا تائب یا توبہ کار:۔

(۱) گناہ سے قائل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ

کو مُجرم اور سزا کا مُستحق محسُوس کرتا ہے۔
(زبُور ۲۵: ۱۱ + زبُور ۱۳۰: ۳ + زبُور ۳۸: ۴
+ زبُور ۵۱: ۴)۔

(۲) وہ گُناہ سے مُنہ پھیر لیتا اور گُناہ کرنے کی
وجہ سے اپنے آپ کو قصُور وار ٹھہراتا ہے۔

(۳) وہ گُناہ کی وجہ سے رنجیدہ ہوتا ہے فقط
اُس کے نتائج کی وجہ سے نہیں (زبُور ۳۸: ۱۸
+ متی ۲۶: ۷۵ + ۲ کرنتھیوں ۷: ۱۰)۔

۴ وہ گُناہ کو ترک کر دیتا ہے۔ جب تک وہ
بدی چھوڑنے کے لئے رضامند نہ ہو تب تک وہ
ریا کار ہوتا ہے۔ (ایُوب ۳۴: ۳۲ + یسعیاہ
۵۵: ۷ + حزقی ایل ۱۸: ۳۰ و ۳۱)۔

(۵) وہ خُدا کے سامنے اپنے گُناہوں کا اقرار
کرتا اور آدمیوں کے سامنے اپنے گُناہ آلُودہ
ہونے کو قبُول کرتا ہے۔ (لُوقا ۱۵: ۲۱ +
امثال ۲۸: ۱۳)۔

(۶) وہ مُعافی کی خواہش یا تمنّا کرتا ہے۔ (یہی
بات اُسے توبہ کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

(زبُور ۳۲ : ۵ + اعمال ۲۶ : ۱۷ و ۱۸)۔

(۷) وہ خُدا کی اطاعت قبول کرنا اور ہر بات میں اُس کی فرمانبرداری کرنے اور اُسے خوش کرنے کے لئے رضامند ہوتا ہے۔ (اعمال ۹ : ۶ + ۲ تواریخ ۳۰ : ۸)۔

(۸) جہاں تک اُس سے ہو سکے وہ اپنی بدی کو درست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (لُوقا ۱۹ : ۸ + گنتی ۵ : ۷)۔

(ج) اگر خُدا توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں کو مُعافی بخش دے تو وہ گُناہ میں اُن کی حوصلہ افزائی کرنے اور اِس طرح ان کا دِل سخت کرنے سے اُن کو صریح طور سے نقصان پہنچائیگا۔ اِسی لئے خُدا توبہ پر زور دیتا ہے (لُوقا ۱۳ : ۳ + اعمال ۳ : ۱۹)۔

(د) توبہ ایک خیال سے خُدا کا کام ہے۔ اور دُوسرے خیال سے آدمی کا کام ہے۔

(۱) خُدا رُوح القدس گناہ سے قائل کرتا ہے وہ رُوح کو اُبھارتا اور قوّت بخشتا ہے کہ وہ گُناہ کی طرف سے مُنہ پھیر کر مُعافی کی تلاش

کرے۔ لہٰذا کہا گیا ہے کہ خُدا نے توبہ کی توفیق بخشی۔ اور توبہ کی طرف مائل کیا (اعمال ۵ : ۳۱ + رُومیوں ۲ : ۴)۔

(۲) آدمی خُدا کے رُوح کی فرمانبرداری کرنے اور توبہ کرنے کا ذِمّہ دار ہے (اعمال ۱۷ : ۳۰)۔

(د) بائبل توبہ پر زور دیتی ہے۔

(۱) بائبل توبہ کا بیان کرتی ہے (زبُور ۱۱۹ : ۵۸ - ۶۰)۔

(۲) اِس میں توبہ کرنے والوں کی دُعائیں درج ہیں۔ زبُور ۵۱ + لُوقا ۱۸ : ۱۳ + دانی ایل ۹ : ۳ - ۱۹)۔

(۳) اِس میں سچّے توبہ کاروں کے حالات درج ہیں جنہوں نے مُعافی حاصل کی۔ ۲ تواریخ ۳۳ : ۱۱ - ۱۳ + یوناہ ۳ : ۵ - ۱۰ + لُوقا ۱۵ : ۱۷ - ۲۱ + لُوقا ۲۳ : ۳۹ - ۴۳ + متی ۲۶ : ۷۵ + اعمال ۹ : ۶ - ۱۱)۔

(۴) یہ بیان کرتی ہے کہ نبیوں۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے۔ یسُوع مسیح اور رسُولوں نے نہایت سرگرمی سے توبہ کی مُنادی کی۔

۲- ایمان نجات کی دُوسری اور آخری شرط ہے ۔
(رُومیوں ۱۰ : ۱۰ + رُومیوں ۳ : ۲۸) ۔

(ا) ایمان اعتقاد یا یقین ہے اور ممکن ہے کہ ایمان سمجھ (عقل) کے ساتھ ہو یا عمل میں یعنی دِلی ایمان ہو ۔ عقل سے کسی بات کے یقین کرنے کو عقلی ایمان کہتے ہیں۔ دِلی ایمان کسی شخص پر یقین کرنے کا عمل ہے ۔ مثلاً ایک بیمار آدمی یہ یقین کرتا ہے کہ ڈاکٹر اُسے شفا دیگا۔یہ عقلی ایمان ہے ۔ اگر وہ اپنے آپ کو علاج کے لئے ڈاکٹر کے سپُرد کر دے تو یہ دِلی ایمان ہے ۔

(ب) جب گنہگار اپنے آپ کو خُدا کے سپُرد کر دیتا ہے اور اُس نجات کو جو خُدا فیاضی سے اُس کے سامنے پیش کرتا ہے قبول کر لیتا ہے تو وہ بچانے والے ایمان کا عمل کرتا ہے ۔

(۱) توبہ کرنے والا جو بچانے والے ایمان کا عمل کرتا ہے وہ قدرے یُوں کہتا ہے ۔ خُدا نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص توبہ کریگا اور یسُوع مسیح کے ذریعے سے اُس کے پاس آئیگا وہ اسے مُعاف

کریگا ۔میں توبہ کرتا اور اُس کے پاس آتا ہوں اور فقط نجات دہندہ کے خُون پر جو میرے گناہوں کے لئے بہایا گیا تھا یقین کرتا ہوں۔پس مَیں اپنے آپ کو خُدا کے سپُرد کرتا ہوں اور یہ یقین کرتا ہوں کہ وہ اِس وقت مجھے قبُول کرتا اور مُعاف کرتا ہے اور یسُوع مسیح کی صلیبی مَوت کے باعث اِسی وقت میرے تمام گُناہ دھوئے گئے ہیں (یوحنا ۶ : ۳۷ + ۱یوحنا ۱ : ۹) ۔

(۲) بچانے والا ایمان موجودہ ایمان ہے ۔ گُنہگار یقین کرتا ہے ۔کہ خُدا اِسی وقت اُسے نجات بخشتا یعنی بچاتا ہے ۔یہ نہیں کہ خُدا نے اُسے نجات بخشی ہے یا خُدا اُسے کسی آئیدہ وقت نجات بخشیگا ۔

(ج) ضرُور ہے کہ گنہگار یہ یقین کرے کہ ایک خُدا ہے جس کی اُسے خدمت کرنی چاہئے ۔ گُنہگار ضرُور یہ یقین کرے کہ وہ سزا کا مستحق ہے اور یسُوع اُس کی خاطر چھٹکارے کی راہ نکالنے کے لئے مُوا ۔
(عبرانیوں ۱۱ : ۶) ۔

یہ ہو سکتا ہے کہ آدمی عقل سے اُن تمام باتوں

کا جو بائبل بیان کرتی ہے یقین کرے تاہم اُس میں بچانے والے ایمان کی کمی ہو جیسا کہ اِس حقیقت سے ظاہر ہے کہ شیاطین میں بھی عقلی ایمان پایا جاتا ہے (یعقوب ۲: ۱۹)

(د) ایمان کا توبہ کے ساتھ نزدیکی تعلق ہے۔

(۱) بچانے والے ایمان یا توبہ کے ممکن ہونے سے پہلے ضرور ہے کہ عقل سے کئی باتوں کا یقین کیا جائے۔ بہت سے لوگ اِس لئے بچانے والے ایمان کا عمل نہیں کر سکتے کیونکہ اُن کی توبہ نقلی ہوتی ہے۔

(۲) بائبل بار بار ایمان کا بیان کرتی اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ گویا یسوع مسیح پر ایمان لانا ہی نجات کی واحد شرط ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سچی توبہ کرلے کے بغیر بچانے والا ایمان رکھنا ناممکن ہے۔

(۳) توبہ نہ کرنے والے گنہگار کو یہ کہنا کہ "فقط خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا" غلطی ہے۔ پولس رسول نے قید خانے کے داروغہ کو ایمان لانے کے لئے اس واسطے کہا تھا کیونکہ وہ توبہ کر چکا تھا (اعمال ۱۶: ۳۱)۔

(ہ) جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لا سکتے غلطی پر ہیں۔

(۱) خدا سب کو ایمان لانے کی قوّت بخشتا ہے گو ایمان لانے کا عمل آدمی خود کرتا ہے (فلپیون ۱: ۲۹)۔

(۲) جو ایمان نہیں لاتے بائبل اُنہیں قصور وار ٹھہراتی ہے اور خدا آدمیوں کو ناممکن بات نہ کرنے کے لئے قصور وار نہیں ٹھہراتا (یوحنا ۳: ۱۸)

(۳) جس طرح ہم معمولی معاملات کے متعلق ایک دوسرے پر ایمان رکھتے ہیں اُسی طرح ہم خدا پر ایمان رکھ سکتے ہیں۔

تیسری فصل۔ نجات میں تین بڑی برکات شامل ہیں

۱۔ گناہوں کی معافی (یعنی راستباز ٹھہرایا جانا) یہ پہلی بڑی برکت ہے جو نجات میں شامل ہے۔

(ا) گناہوں کی معافی یا راستباز ٹھہرایا جانا فضل کا وہ عمل ہے جس کے ذریعے سے خدا گنہگار کو معاف کرتا اور اُسے اپنی شفقت سے قبول کرتا ہے۔

(۱) خُدا ایک خاص وقت پر سچّے طور سے توبہ کرنے والے گُنہگار کو معاف کرتا ہے (لُوقا ۱۵ : ۱۱-۳۲ + یسعیاہ ۴۳ : ۲۵)۔

(۲) ہم نیک کاموں یا مذہبی عملوں سے ہرگز مُعافی کما نہیں سکتے۔ یا اُس کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ (افسیوں ۱ : ۷)۔

(۳) مُعافی فقط گذشتہ گُناہوں کی ہوتی ہے۔ (رُومیوں ۳ : ۲۴ و ۲۵ + حزقی ایل ۱۸ : ۲۴)۔

(۴) گُناہ خُدا کے خلاف ایک جُرم ہے لہٰذا فقط خُدا ہی گُناہ مُعاف کر سکتا ہے (مرقس ۲ : ۷)۔

(ب) راستباز ٹھہرائے جانے کا مطلب۔

(۱) قانونی عدالت میں مُلزم اپنی بے گُناہی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب بے گُناہ ثابت ہو جاتا ہے تو حاکم اُس کی بے گُناہی کا حُکم سُنا کر اور اُسے راستباز قرار دے کر چھوڑ دیتا ہے۔

(۲) گُنہگار کی نجات کے سلسلے میں گُنہگار بائبل اپنی ضمیر اور خُدا رُوح القُدس کے ذریعے سے

قائل ہو کر مُجرم ثابت ہوتا ہے۔ وہ علانیہ اپنے جُرم کا اقرار کرتا ہے اور مُعافی پا کر راستباز قرار دیا جاتا ہے۔

(ج) فقط قانون کے ذریعے سے مُجرم پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا جا سکتا۔ ضرور ہے کہ اُسے سزا دی جائے۔ لیکن یسُوع مسیح کی قُربانی کی وجہ سے خُدا ایک راستباز حاکم کی حیثیت میں ایمان لانے والے توبہ کار کو اپنی رحمت سے مُعاف کر کے اُس قُربانی کے ساتھ انصاف کرتا ہے رُومیوں ۳ : ۲۶ + رُومیوں ۵ : ۱۶ و ۱۷)۔

(د) راستباز ٹھہرائے جانے سے مُراد یہ ہے کہ گُنہگار کو راستباز سمجھا جاتا اور اُس کے ساتھ راستباز کی طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ:۔

(۱) وہ قانونی سزا سے بری ہو جاتا ہے۔ اُس کے دِل سے جُرم کے خیالات بِالکل جاتے ہیں اور اب وہ سزا کا مُستحق نہیں ہوتا (گلتیوں ۳ : ۱۳ + کلسیوں ۲ : ۱۳ و ۱۴)۔

(۲) وہ خُدا کی پسندیدگی حاصل کرتا ہے (رُومیوں

۵ : ۱ + یسعیاہ ۱۲ : ۱ + افسیوں ۲ : ۱۹)۔

(۷) جب خدا ہمارے گناہ معاف کرتا ہے تو وہ ہماری گذشتہ گناہ آلودہ زندگی کو ایسا نہیں بنا دیتا گویا کہ وہ پہلے کبھی گناہ آلودہ ہی نہ تھی نہ ہی وہ اس کے قدرتی نتائج دُور کرتا ہے۔

(۱) صحت۔ عزت۔ روپیہ اور دوست جو گناہ کے باعث ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ معافی کے ذریعے سے پھر حاصل نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات معافی حاصل کرنے کے بعد لگاتار نیکی کرنے سے اِن باتوں کا پھر اُسی طرح یا اُن سے کم انداز میں حاصل کرنا ممکن ہے

(۲) گنہگاروں کے معافی پانے کے بعد اوروں کی زندگی میں اُس کے گناہ کے غم اور نتائج قائم رہتے ہیں

(۳) بُری عادات اور گناہ کی دیگر باتیں جو خصلت میں پائی جاتی ہیں معافی سے نہیں لیکن نئی پیدائش سے مغلوب ہو جاتی ہیں۔

۲۔ نئی پیدائش یا دِل کی تبدیلی وہ عظیم تبدیلی ہے

جو خدا رُوح القدس عین اُسی وقت توبہ کرنے والے گنہگار کے دِل میں کرتا ہے جس وقت وہ اُس کے گناہ معاف کرتا ہے۔

(۱) یہ نئی رُوحانی زندگی کا شروع ہوتا ہے۔

(۱) از سرِ نو پیدا شدہ رُوح گناہ کے زیرِ اختیار ہونے کی بجائے جس طرح وہ پہلے تھی پاک رُوح سے نیکی کرنے کی نئی قوّت حاصل کرتی ہے۔

(۲) گناہ کی محبّت کی بجائے اُس کے دِل میں خدا اور نیکی کے لئے محبّت پیدا ہو جاتی ہے

(۳) اس سے پیشتر زندگی میں اُس کا اعلیٰ مقصد یہ تھا کہ اپنے آپ کو خوش کرے۔ اب اُس کا اعلےٰ مقصد یہ ہو جاتا ہے کہ خدا کو خوش کرے۔

(۴) وہ ایک نئی رُوحانی دُنیا میں لایا جاتا ہے۔ اور اُس کے اندر ایک نئی رُوحانی قوّت آ جاتی ہے۔ اُس کی خواہشات اور تعلّقات نئے ہو جاتے

ہیں۔ وہ نئی رُوحانی خوراک پر زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ نیا رُوحانی کام کرتا ہے۔ وہ نئے ساتھی اور رفیق بنا لیتا ہے۔ وہ نئے رُوحانی گھر کی طرف سفر کرتا ہے۔ القصّہ وہ ایک نیا مخلوق ہے۔ (رُومیوں ۶: ۴)۔

(ب) بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ جو لوگ حقیقت میں نئے سرے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُن میں مندرجہ ذیل خاص باتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) ان کے ارادے اور مقاصد وغیرہ دُنیا پرست لوگوں سے بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ خُدا کی طاقت سے وہ دُنیا کی مایا پر غالب آتے ہیں (۱یوحنا ۵: ۴ + یعقوب ۴: ۴)۔

(۲) نجات یافتہ لوگ گُناہ سے نفرت اور کنارہ کشی کرتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے گُناہ نہیں کرتے۔ جب تک وہ خُدا کے رُوح کی فرمانبرداری کرتے ہیں تب تک وہ اُن کو غالب آنے کے لئے امداد دیتا ہے۔ اگر وہ ٹھوکر کھائیں تو بدی کرنا جاری نہیں رکھتے لیکن توبہ کرنے اور مُعافی

اور طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ آئندہ بدی پر غالب آئیں (رُومیوں ۶: ۱۴ + ۱یوحنا ۲: ۱۴)۔

(۳) نجات یافتہ لوگ خدا اور اپنے ہمجنسوں سے محبّت رکھتے ہیں وہ نا خود غرض اور مہربان ہوتے ہیں (۱یوحنا ۴: ۱۹ + ۱یوحنا ۳: ۱۴ + ۱یوحنا ۴: ۲۱ + رُومیوں ۵: ۵)۔

(۴) نجات یافتہ لوگ راستبازی کے اعمال کرتے ہیں۔ وہ دِل سے خُدا کی مرضی بجا لانا اور اُس کے جلال کی ترقی چاہتے ہیں۔ بس وہ اَوروں کی خدمت کرنے اور اُن کو برکت دینے کے مُشتاق رہتے ہیں (۱یوحنا ۳: ۷)۔

(ج) نئی پیدائش میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ نامکمّل ہوتی ہے۔ لہذا پوری تقدیس کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ لے پالک ہونا۔ خُدا معافی یافتہ اور از سرِنو پیدا شُدہ گنہگار کو اپنا فرزند بنا لیتا ہے۔ (گلتیوں ۴: ۴ و ۵ + افسیوں ۱: ۵ + رُومیوں ۸: ۱۵)۔

ایک خیال سے تمام لوگ خُدا کے فرزند ہیں۔" اُس کی نسل یا اولاد" (اعمال ۱۷: ۲۸) لیکن رُوحانی فرزندیت کا فقط وہی تجربہ کرتے ہیں جو از سرِ نو پیدا ہوتے ہیں۔

۴۔ کوئی شخص گناہوں کی معافی۔ نئی پیدائش اور لے پالک ہونے کا تجربہ حاصل کئے بغیر حقیقی طور پر نجات نہیں پا سکتا۔

(ا) یُونہی کہ بچانے والے ایمان کا عمل کیا جاتا ہے اُسی وقت یہ سب تجربات حاصل ہو جاتے ہیں

(ب) یہ تمام تجربات خُدا کی نسبت مختلف خیالات ظاہر کرتے ہیں۔

(۱) معافی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہے جو اپنی شریعت (قانون) توڑنے والے کو مُعاف کرتا ہے۔ راستباز ٹھہرائے جانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انصاف کرنے والا حاکم ہے۔

(۲) نئی پیدائش یا دِل کی تبدیلی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالق ہے۔

(۳) لے پالک ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ

محبت کرنے والا باپ ہے۔

(ج) معافی پانا اور لے پالک ہونا ایسے کام ہیں جو ہمارے واسطے کئے جاتے ہیں۔ نئی پیدائش ایسا کام ہے جو ہمارے اندر کیا جاتا ہے۔

چوتھی فصل۔ نجات کا پُختہ یقین

۱۔ نجات کا پُختہ یقین مُعافی اور منظوری کا ذاتی علم ہے جو خُدا بذاتِ خود رُوح کو بخشتا ہے۔

۲۔ خُدا اپنے لوگوں کو نجات کا پُختہ یقین بخشتا ہے۔ اِس بات کا یقین کرنے کے اسباب مُندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) یہ نجات یافتہ لوگوں کا عام تجربہ ہے۔

(ب) یہ مناسب بات ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو نجات کا پُختہ یقین بخشے کیونکہ یہ ضروری ہے تا کہ:۔

(۱) ہم خوش و خرم ہوں۔ (حبقوق ۳: ۱۸)۔

(۲) ہم آزاد ہوں۔ (۲ کرنتھیوں ۳: ۱۷ + گلتیوں ۵: ۱ + افسیوں ۳: ۱۲)۔

(۳) ہم نجات کے لئے خُدا کی تعریف کریں (زبور ۱۶: ۸ و ۹ + زبور ۷۱: ۲۳ و ۲۴)۔

ادائیگی میں وفادار اور خدمت میں سرگرم ہوتی ہے
اُسی حد تک گواہی صاف ہوتی ہے۔

(ج) دیدہ و دانستہ گناہ کرنے یا خُدا کے رُوح کی
ہدایت کی پیروی کرنے کے متعلق مُستقل طور پر انکار
کرنے سے گواہی جاتی رہتی ہے ممکن ہے کہ سخت بیماری
کی خاص صُورتوں یا سخت آزمائشوں میں یہ گواہی
صاف نہ رہے لیکن ایسے اوقات پر جو شخص یسُوع
مسیح سے لپٹا رہتا ہے اور اپنا فرض ادا کرتا ہے وہ
اُسے چھوڑ نہ دیگا۔

پانچویں فصل۔ غیر مسیحی اور نجات

۱۔ جن لوگوں نے کبھی خداوند یسُوع مسیح کی بابت نہیں
سُنا اُن کی نسبت ہم ٹھیک طور سے نہیں جانتے کہ وہ
کس طرح اُس کی قُربانی سے مُستفیض ہونگے لیکن ہم بلا
خوف اُنہیں خُدا کی رحمت پر چھوڑ دیتے ہیں۔

۲۔ بائبل غیر مذاہب کے لوگوں کی بابت یہ تعلیم دیتی ہے
کہ:۔

(ا) اُن سبھوں کو کسی حد تک روشنی حاصل ہے جس کے

وہ ذمہ وار ہیں (یوحنا ۱: ۹)۔

(ب) اُن کے ساتھ اُس روشنی کے بموجب برتاؤ کیا جائیگا
جو اُن کے پاس ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ
یسُوع مسیح یا بائبل کی تعلیم کی بابت کچھ نہیں جانتے
اُن کا انصاف اُس شریعت کے مطابق کیا جائیگا جو
اُن کے دِل پر لکھی ہے (رُومیوں ۲: ۱۵ + رُومیوں ۲
: ۶ و ۱۱ و ۱۲)۔

(ج) جو لوگ اُس روشنی کے مطابق جو اُن کے پاس
ہے عمل کرتے ہیں خُدا اُنہیں قبول کریگا۔ جس طرح
مسیح پر ایمان لانا ہماری نجات کی شرط ہے۔ اُسی
طرح روشنی کی فرمانبرداری کرنا اُن کی نجات کی شرط
ہے۔ دونو صُورتوں میں مسیح کی کفارہ کُن قُربانی کی وجہ
سے خُدا کی قبولیت حاصل ہوتی ہے (اعمال ۱۰: ۳۴ و ۳۵)
مرقس ۱۶ باب کی ۱۶ آیت فقط اُن لوگوں پر عائد آتی
ہے جنہوں نے انجیل کو سُن لیا ہے۔

۳۔ ہمارا سنجیدہ فرض یہ ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے ہم دیگر
مذاہب کے لوگوں کے پاس نجات (نجات کا پیغام) لے جائیں۔

(ا) اگر ہم نجات دہندہ سے محبت رکھتے اور اُس کے

وفادار ہیں تو یہ باتیں ہمیں ترغیب دینگی کہ اُس کے متعلق ہم اُس کے خاص حکم پر عمل کریں۔ (مرقس ۱۶ : ۱۵ + متی ۲۸ : ۱۹ + اعمال ۱ : ۸)۔

(ب) گو دیگر مذاہب کے لوگوں کی ذمّہ داری جُرم اور خطرہ اُن کی روشنی کے مطابق ہے تاہم اُن لوگوں کی بہ نسبت جن کے پاس انجیل ہے وہ نہایت نامناسب حالات میں ہیں۔ انتہائی حالت میں بھی اُن کی روشنی بہت مدھم ہوتی ہے اور تجربے سے یہ ظاہر ہے کہ مقابلتاً بہت تھوڑے لوگ اس روشنی کے مطابق چلتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ جھوٹے خیالات۔ بے بنیاد خوف اور باطل پرستی کے رسم و رواج کی غلامی کے باعث ہمیشہ مُصیبت میں پڑے رہتے ہیں۔ یسُوع مسیح کی نسبت سچّا علم آیندہ سزا کے چھٹکارے کے علاوہ اور بہت سے فائدے بخشتا ہے۔ لہٰذا اُس کے پیروؤں کو اُس کے ترس کی رُوح میں بہت جلدی اُن لوگوں کے پاس جو ابھی تک اندھیرے میں ہیں اُس کی محبت کی خوشخبری لے جانی چاہئے۔

نواں باب

رُوحانی زندگی

پہلی فصل۔ رُوحانیت کی ترقی

۱- نجات یافتہ لوگوں کو خدا حقیقت میں اُسی طرح نجات یافتہ قائم رکھتا ہے جس طرح وہ اُن کو نجات بخشتا ہے بائبل بیان کرتی ہے کہ ان لوگوں کی مُشکلات اور آزمائشیں خواہ کتنی بڑی کیوں نہ ہوں وہ آخر تک اُن کو وفادار رکھنے کے لئے رضامند ہے اور وہ آخر تک اُنہیں وفادار رکھ سکتا ہے (۲ تھسلنیکیوں ۳ : ۳ + یہوداہ ۲۴ آیت + ۱ کرنتھیوں ۱۰ : ۱۳)۔

۲- خُدا کی مہربانی میں قائم رہنے کی شرائط فرمانبرداری اور ایمان ہیں۔

۳- بائبل یہ صفائی سے بیان کرتی ہے کہ خُدا کی مہربانی میں قائم رہنے کی شرط فرمانبرداری ہے (یرمیاہ ۷ : ۲۳ + اعمال ۵ : ۳۲ + عبرانیوں ۵ : ۹ + یوحنا ۱۵ : ۱۴)۔

(۱) نجات خُدا کی فرمانبرداری کرنے کے لئے طاقت اور خواہش پیدا کرتی ہے۔ فرمانبرداری کرنا خوشی کا باعث ہو جاتا ہے (زبُور ۴۰ : ۸)۔

(ب) فرمانبرداری سے مُراد خدا کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

(۱) ان شریعتوں کا ست یہ ہے :۔ (۱) خُدا کو اعلےٰ طور سے پیار کرنا۔ (۲) اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کرنا (متی ۲۲ : ۳۵ - ۳۹ + ۱ یوحنا ۴ : ۲۱)۔

(۲) یسُوع مسیح کی مَوت کا ایک مقصد یہ تھا کہ وہ آدمیوں کو خدا کی شریعت پر عمل کرنے کے قابل بنائے (رُومیوں ۸ : ۳ و ۴ + ۱ یوحنا ۵ : ۳)۔

(۳) "شریعت کے اعتبار سے مُردہ" ہو کر (رُومیوں ۷ : ۴) "شریعت کے ماتحت نہیں" یعنی شریعت سے آزاد ہونے (گلتیوں ۵ : ۱۸) سے یہ مُراد نہیں کہ خُدا کی شریعت پر عمل کرنے کے فرض سے آزاد ہیں۔ لیکن یسُوع مسیح کی مَوت کی خُوبی سے اُس فتوے یا سزا کے حُکم سے آزاد جو خدا کی شریعت توڑنے

کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور گُناہ کی غلامی اور رُوحانی مَوت سے آزاد جو رُوح کو خدا کی شریعت پر عمل کرنے کے نا قابل کرتی ہے۔

رُوح القدس نجات یافتہ آدمی کے اندر خدا کی فرمانبرداری کرنے کے لئے اشتیاق اور طاقت پیدا کرنے کے ذریعے سے اُس کے لئے خدا کی مرضی کو "آزادی کی کامل شریعت" بنا دیتی ہے۔ (یعقوب ۱ : ۲۵) پس نجات کا مطلب خدا کی شریعت نہ ماننے کی آزادی نہیں لیکن چُونکہ خدا کے اِس وعدے کے مطابق کہ "مَیں اپنا قانون اُن کے ذہن میں ڈالونگا اور اُن کے دِلوں پر لکھونگا" (عبرانیوں ۸ : ۱۰) ایک اعلےٰ شریعت دِل نشین کی جاتی ہے۔ اس لئے اُس کی ظاہری شریعت کی خوشی اور محبّت سے فرمانبرداری کی جاتی ہے۔

(۴) خدا کے احکام ہمیشہ آدمی کی بھلائی کے لئے دِئے جاتے ہیں۔ (استثنا ۱۰ : ۱۲ و ۱۳)

(ج) خدا کی مرضی مختلف طریقوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔

(۱) خدا رُوح القدس اکثر براہِ راست دِلوں سے

کلام کرتا ہے اور ہمیں اُبھارتا ہے کہ ہم فلاں کام
کریں یا فلاں کام سے باز رہیں یا وہ ایک قوی
اثر پیدا کرتا ہے کہ ہم کوئی خاص راستہ اختیار
کریں۔

(۲) بائبل صفائی سے بہت سے معاملات کے متعلق
خدا کی مرضی ظاہر کرتی ہے اور یہ اغلب نہیں
ہے کہ جو باتیں ہم اُس کے کلام سے سیکھ سکتے
ہیں وہ کسی اور طریقے سے ہم پر ظاہر کرے۔
لہٰذا بائبل کا محنت سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔

(۳) خدا اپنے لوگوں کے ساتھ اُن کے رُوحانی
پیشواؤں اور دیگر اختیار والے اشخاص کے ذریعے
سے کلام کرتا ہے۔ اگر اُن کے احکام خدا کی ظاہر
کردہ مرضی کے برعکس نہ ہوں تو ان کی فرمانبرداری
کرنی چاہیئے (عبرانیوں ۱۳ : ۱۷+ کلسیوں ۳ : ۲۲
+ افسیوں ۶ : ۱)۔

(د) رُوحانی زندگی کو ترقی دینے کے لئے اور باتوں
کے علاوہ مندرجہ ذیل شرائط کا پُورا کرنا ضروری ہے۔

(۱) اَوروں کے سامنے یسُوع مسیح کا اقرار (رومیوں

۱۰ : ۱۰ + متی ۱۰ : ۳۲ و ۳۳)

(۲) دُعا مانگنا۔ اِس لئے نہیں کہ خُدا آدمی کی
ضُرورتوں سے ناواقف ہے لیکن اس لئے کہ دُعا
کے ذریعے سے ہم اُس کی شراکت میں لائے جائیں
اور اُسے گو نادیدنی لیکن ایک حقیقی دوست اور
مددگار پائیں (متی ۷ : ۷ + متی ۶ : ۶ + اتھسلنیکیوں
۵ : ۱۷ + افسیوں ۶ : ۱۸)۔

(۳) آزمائش کا مقابلہ کرنا۔ بائبل یہ بیان کرتی
ہے کہ گو جنگ سخت ہو لیکن یسُوع مسیح کے
ذریعے سے ہم خاص فتح پا سکتے ہیں (افسیوں
۶ : ۱۳ + یعقوب ۴ : ۷ + اکرنتھیوں ۱۰ : ۱۳)۔

(۴) خُدا کو نہ ماننے والے دوستوں سے پرہیز کرنا
اور خُدا کے سچّے پرستاروں سے شراکت پیدا کرنا
ضروری ہے (امثال ۴ : ۱۴ + ایوحنا ۱ : ۷ + ۱
کرنتھیوں ۱۵ : ۳۳ + عموس ۳ : ۳ + یعقوب ۴ : ۴)۔

(۵) خدا کے لوگوں کا گرنا ضروری نہیں۔ اگر وہ
گر جائیں تو اُنہیں ایک دم توبہ کرنا اور خدا کی
طرف رجُوع ہونا چاہیئے (ایوحنا ۲ : ۱+ ایوحنا ۱ : ۹)۔

(۶) خدا کے تمام لوگوں کو اُس کے پیغام دیگر لوگوں کے پاس لے جانے چاہئیں۔ جب وہ اِس بات میں اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ اُن کو برکت دیتا ہے (امثال ۱۱ : ۲۵ + یوحنا ۲۱ : ۱۵و ۱۶ + امثال ۱۱ : ۳۰)۔

۴۔ خُدا کی پسندیدگی میں قائم رہنے کے لئے ایمان ضرُوری ہے (گلتیوں ۲ : ۲۰ + رُومیوں ۱ : ۱۷ + ۱یوحنا ۵ : ۴ + ۱پطرس ۱ : ۵)۔

(ا) وہ ایمان جسے خُدا کے لوگوں کو ہمیشہ عمل میں لانا چاہئے اُس میں جو کچھ خُدا کہتا اُس کا یقین کرنا اور اُسے پُورا کرنے کے لیئے اُس پر بھروسہ رکھنا شامِل ہے۔ نجات یافتہ آدمی شروع سے آخر تک اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور موعودہ امداد اور محافظت کے لئے اُس پر بھروسہ رکھتا ہے

(ب) عمل سے ایمان بڑھتا ہے۔ جتنا ہم خدا کو جانتے ہیں اُتنا ہی اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جتنا زیادہ اُس پر بھروسہ رکھا جاتا ہے اُتنا ہی زیادہ وہ بھروسہ رکھنے کے لائق پایا جاتا ہے۔ اِس طریقے سے ایمان

بڑھتا اور رُوحانی زندگی کی ترقی ہوتی ہے (مرقس ۹ : ۲۴ + لُوقا ۱۷ : ۵)۔

(ج) ایمان ہمارے لئے ابدی باتوں کو حقیقی بنا دیتا ہے اور وہ ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعے سے ہماری ضرُوریات پُوری کی جاتی ہیں۔

جس طرح حواسِ خمسہ (سُننا۔ دیکھنا۔ سُونگھنا۔ چکھنا۔ محسُوس کرنا) جسم کے لئے مُفید ہیں اُسی طرح ایمان رُوح کے لئے مُفید ہے۔ ایمان کے ذریعے سے ہم اُس امداد اور برکت کو قبول کر لیتے ہیں جو خدا نے ہمارے لئے مہیّا کی ہے (۲ کرنتھیوں ۴ : ۱۸ + ۲ کرنتھیوں ۵ : ۷)

(د) جو لوگ خدا کو اعلےٰ طور پر جانتے ہیں وہ اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ جو کچھ ان کے پاس ہے خُدا کی طرف سے ہے اور اُس کے بغیر وہ لاچار ہیں۔

(ہ) خُدا پر سچّا ایمان عمل کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے (یعقوب ۲ : ۲۶)۔

دُوسری فصل۔ برگشتگی

۱۔ خُدا سے نجات پا کر اُس سے جُدا ہو جانا برگشتگی ہے۔

برگشتگی عموماً رفتہ رفتہ واقع ہوتی ہے۔ پہلے پہل اکثر
یہ پوشیدگی میں ہوتی ہے اور بعد ازاں ظاہر ہو جاتی ہے۔
اور ظاہری چال چلن میں دکھائی دیتی ہے۔
برگشتگی نامکمل یا مکمل ہو سکتی ہے۔
اکثر جن لوگوں کو برگشتہ کہا جاتا ہے وہ دراصل برگشتہ
نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے کبھی نجات نہ پائی ہو۔

۲۔ برگشتگی کا واقع ہونا ہرگز ضروری نہیں۔

(ا) یہ ہمیشہ خدا کی نافرمانی کرنے سے شروع ہوتی ہے
اکثر مندرجہ ذیل معاملات کی وجہ سے:۔

(۱) دُنیاوی صحبت رکھنے سے۔
(۲) بد مزاج ہونے سے۔
(۳) دُعا نہ مانگنے سے۔
(۴) خبرداری نہ کرنے سے۔
(۵) ایمان نہ رکھنے سے۔

(ب) نادانستہ (غیر ارادی) بُرائی برگشتگی نہیں ہے
بشرطیکہ بُرائی کرنے والا جلد توبہ کر کے خدا کی
تلاش کرلے۔ خدا سے دیدہ و دانستہ (بالارادہ)
جُدا ہو جانے یا اُس سے دُور رہنے سے برگشتگی

واقع ہوتی ہے۔ وہ گناہ جو معاف نہ کیا گیا ہو۔
رُوح کو خدا سے جو طاقت اور زندگی کا چشمہ
ہے جُدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ رُوح جو گناہ کو اندر
آنے کی اجازت دیتی ہے بہت جلدی کمزور ہو جاتی
اور آسانی سے شیطان کا شکار ہو جاتی ہے جس
طرح جسم بغیر کھانے اور ہوا کے بہت جلدی کمزور
اور بیمار ہو کر مر جاتا ہے۔

۳۔ جب لوگ دُعا مانگنی چھوڑ دیتے ہیں یا دیدہ و دانستہ
گناہ کرتے ہیں اور اُن سے توبہ نہیں کرتے تو بالکل برگشتہ
ہو جاتے ہیں۔

(ا) اگر پہلے قصور کا جلدی سے اقرار نہ کیا جائے تو
وہ نہایت جلد بے پروائی اور زیادہ سنگین گناہ
اور خدا سے جُدائی کا باعث بن جاتا ہے۔ تب
واپس آنا زیادہ مشکل اور بُرائی کرنا زیادہ آسان ہو
جاتا ہے (امثال ۱۴:۱۴)۔

(ب) مکمل برگشتگی سے خدا کو رنج پہنچتا ہے۔ اس سے
خدا کے لوگوں کی بے عزتی ہوتی ہے اور اگر برگشتہ
شخص توبہ نہ کرے تو وہ آخر کار ابدی ہلاکت میں

پہنچ جاتا ہے (۲ پطرس ۲ : ۲۰)۔

(ج) خُدا کا رُوح برگشتہ لوگوں کے ساتھ اُن کے نیچے گِرنے کی تمام منزلوں میں سخت کوشش کرتا ہے۔ جو لوگ مُستقل طور پر خُدا کے رُوح کے بِنت کلام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں فقط وہی ہلاک ہوتے ہیں (یرمیاہ ۳ : ۲۲ + ہوسیع ۱۴ : ۱و۲ + مُکاشفہ ۲ : ۵)۔

۴۔ ممکن ہے کہ حقیقی طور پر نجات یافتہ لوگ بالکل برگشتہ ہو جائیں اور ہمیشہ کے لئے کھوئے جائیں یہ مُندرجہ ذیل باتوں سے ظاہر ہوتا ہے :۔

(ا) یہ خوف خدا رُوح القدس نے ہمیں بخشا ہے۔ کہ اگر ہم خبرداری کرنے۔ دُعا مانگنے اور فرمانبرداری کرنے سے غفلت کرینگے تو ہم خُدا کی مہربانی سے محرُوم ہو جائینگے اور اگر پھر بھی توبہ نہ کرینگے تو ہلاک ہو جائینگے (ا کرنتھیوں ۹ : ۲۷)۔

(ب) آدمی نیک یا بد ہونے کا فیصلہ کر سکتا ہے جس وقت بدکار آدمی نجات کی شرائط پُوری کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو خُدا اُن کو نیک بنا دیتا ہے۔ نیک آدمی جب خُدا کی نافرمانی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو

وہ بدکار ہو جاتے ہیں۔ دُوسری دُنیا میں ہر ایک شخص اُسی حالت میں ہوگا جس حالت میں رہنے کا اُس نے اِس دُنیا میں فیصلہ کیا ہے اور اِسی کے مطابق اُسے سزا یا جزا دی جائیگی۔

(ج) بائبل بیان کرتی ہے کہ نیک رہنا آخری نجات کی شرط ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مُندرجہ ذیل نصیحتیں بے فائدہ ہوتیں (ا کرنتھیوں ۹ : ۲۴ + عبرانیوں ۳ : ۱۴ + مکاشفہ ۲ : ۱۰ + متی ۲۴ : ۱۳)۔

(د) بائبل نجات یافتہ لوگوں کو خُدا سے جُدا ہونے کے متعلق آگاہ کرتی ہے اور اِس میں برگشتہ آدمی کی حالت اور سزا کے بارے میں بہت سے ہولناک بیان درج ہیں۔ مثلاً :۔ (لُوقا ۱۵ : ۱۵ - ۱۷ + ۲ پطرس ۲ : ۲۲ + ا تمیتھیس ۱ : ۱۸ و ۱۹ + عبرانیوں ۱۰ : ۲۶ و ۲۹ + حزقی ایل ۱۸ : ۲۶ + متی ۵ : ۱۳ + یوحنا ۱۵ : ۲و۶)۔

(ہ) بائبل اُن برگشتہ لوگوں کا بیان کرتی ہے جو اپنے گُناہوں میں مر گئے اور ہمیشہ کے لئے کھو گئے۔ ساؤل بادشاہ جس نے نیا دِل پایا تھا تاہم وہ برگشتہ ہو گیا۔ اُس نے نُوب کے کاہنوں کو ہلاک کرنے کا

حکم دیا۔ اُس نے خود کُشی کی۔ یہوداہ رسُول۔ (اعمال ۱: ۲۵ + متی ۲۶: ۲۴) حننیاہ اور سفیرہ۔ (اعمال ۵: ۱-۱۱)۔

۵۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ حقیقی طور پر نجات پا چکے ہیں وہ کبھی برگشتہ نہیں ہوتے اور آخرکار ہلاک نہیں ہوتے۔ یہ خیال بائبل کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ جو گُناہ کرتا ہے وہ شیطان کا ہے۔ پس برگشتہ شخص یسوع مسیح کی بھیڑ نہیں ہے کیونکہ اُس نے اُس کی آواز کو سُننا چھوڑ دیا ہے یوحنا ۱۰: ۲۷ و ۲۸ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خُدا اُن لوگوں کو ابدی زندگی بخشیگا جو وفادار ہیں۔ پس وہ محفوظ ہیں اور ہرگز ہلاک نہ ہونگے۔ لیکن جو اپنے گُناہوں میں قائم رہتے ہیں وہ اُنہیں اپنے مُنہ سے تھوک دیگا۔ (مکاشفہ ۳: ۱۶ + عبرانیوں ۱۰: ۳۸ + متی ۱۲: ۳۰ + ۱ یوحنا ۳: ۸)۔

دسواں باب

مکمّل تقدیس

پہلی فصل۔ مکمّل تقدیس کیا ہے؟

۱۔ تقدیس کا مطلب گُناہ سے جُدائی اور خُدا کے لئے مخصوصیّت ہے۔

بائبل میں ہمیشہ یہ دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے (پیدائش ۲: ۳ + خرُوج ۲۸: ۴۱ + خروج ۳۰: ۲۹)۔ خُدا کے لوگوں کی نسبت یہ لکھا گیا ہے کہ وہ تقدیس شُدہ تھے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گُناہ سے جُدا کئے گئے تھے (۲ کرنتھیوں ۶: ۱۷) اور خُدا کے لئے مخصُوص کئے گئے تھے (زبُور ۴: ۳)۔

۲۔ تقدیس نئی پیدائش کی طرح ایک ایسا کام ہے جو آدمی کے اندر کیا جاتا ہے۔

(۱) آدمی کو دو باتوں کی ضرُورت ہے۔ اُس کے گُناہ

Scanned with CamScanner

آلودہ کاموں کو معافی کی ضرورت ہے۔ اُس کی گناہ آلودہ خصلت کو صفائی کی ضرورت ہے۔

جب آدمی نجات پاتا ہے وہ راستباز ٹھہرائے جانے کے ذریعے سے اپنے گناہ آلودہ کاموں کی معافی پاتا ہے اور نئی پیدائش کے ذریعے سے اُس کی خصلت تبدیل ہو جاتی ہے۔

(ب) تقدیس نئی پیدائش کے وقت شروع ہوتی ہے

بائبل اور تجربہ ہر دو سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نئی پیدائش کے وقت آدمی کی خصلت کی صفائی کا کام مکمل نہیں ہوتا (دیکھو ا کرنتھیوں ۳ : ۱)۔

نئے سرے سے پیدا شدہ آدمی خدا روح القدس سے ظاہری گناہ پر فتح پانے کی قوّت پاتا ہے۔ تاہم ممکن ہے کہ اب تک اُس میں گناہ آلودہ احساس اور خواہشات موجود ہوں۔ خُدا کی محبّت اُس کے دِل میں آ جاتی ہے لیکن چونکہ وہ خودی کی محبّت سے مخلوط ہوتی ہے اِس لئے نا مکمّل ہوتی ہے۔ اُس کا ارادہ خُدا کو خوش کرنے کا ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اپنے آپ کو خوش کرنا اوّل جگہ لے لیتا ہے وہ خُدا رُوح القدس کی حضوری اور مدد پاتا ہے لیکن

اُس پر ہمیشہ رُوح کی پُوری حکومت نہیں ہوتی۔ اُس میں خُدا کی خصلت تو آ جاتی ہے لیکن ممکن ہے کہ ابھی تک اُس میں ایسی رغبتیں پائی جاتی ہوں جو خُدا کی مرضی کے مطابق نہ ہوں۔

(ج) اندرونی گناہ جو ابھی تک نجات یافتہ لوگوں میں پایا جاتا ہے جب تک الٰہی فضل سے مغلوب نہ کیا جائے۔ برپا ہو کر حقیقی گناہ پیدا کرتا ہے۔

ایسے گناہوں کی معافی پانا ضروری ہے کیونکہ جو شخص گناہ کی معافی نہیں پاتا یا جو شخص گناہ کرنا جاری رکھتا ہے وہ خدا کی پسندیدگی میں قائم نہیں رہ سکتا (ا یوحنا ۳ : ۸) لیکن جو معافی خُدا اپنے لوگوں کو اِس قسم کے قصوروں کے لئے بخشتا ہے وہ گناہ آلودہ خصلت کو جس سے بُرے اعمال پیدا ہوتے ہیں دُور نہیں کرتی۔ اُس خصلت کا پُورے طور سے تقدیس ہونا ضروری ہے۔

۳- مکمّل تقدیس گناہ سے پُورا چھٹکارا اور جسم جان اور رُوح کا اُن کی تمام لیاقتوں اور قابلیتوں سمیت خدا کی مرضی بجا لانے اور اُس سے محبّت رکھنے کے

لئے مخصوص کر دینا ہے (۱-یوحنا ۴: ۱۶ و ۱۷ + ۱-تھسلنیکیوں ۵: ۲۳ + ۲-کرنتھیوں ۷: ۱)۔

(ا) نا مکمل اور مکمل تقدیس میں خاص فرق مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) نا مکمل تقدیس اس وقت واقع ہوتی ہے۔ جب ہم نجات پاتے ہیں۔ اُس وقت بہ ظاہری گُناہ اور اُس کی محبت سے چھٹکارا ہے۔

(۲) مکمل تقدیس عموماً نئی پیدائش کے بعد واقع ہوتی ہے اور بہ ظاہری اور اندرونی ہر دو قسم کے گُناہ سے چھٹکارا ہے۔ خصلت اور عمل ہر دو قسم کے گناہ سے۔

(ب) نجات کی تلاش کرتے وقت بہت سے لوگوں کو گذشتہ گُناہوں کی مُعافی کا خیال اور فکر ہوتا ہے۔ وہ فقط بعد ازاں اندرونی گُناہ کی حقیقی حالت اور اُس کی قوت کو معلوم کرتے ہیں اور اگر وہ اس وقت بدل و جان چھٹکارے کی تلاش کرتے ہیں تو خُدا اُنہیں مکمل طور سے تقدیس کرتا ہے۔

(ج) گُناہ کے ساتھ آدمی کے تعلقات کی نسبت:-

(۱) جس شخص نے نئی پیدائش کا تجربہ حاصل نہیں کیا وہ گناہ کے ماتحت ہے۔
ممکن ہے کہ وہ اُس کی بُرائی دیکھے۔ اُس سے نفرت کرے اور اُس سے چھوٹنے کے لئے بڑی جد وجہد کرے۔ تاہم وہ اُس کے ماتحت ہوتا ہے اور اُس کی فرمانبرداری کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ اِسی سبب سے ایسے بہت سے لوگ منصوبے باندھتے ہیں اور ایک دم اُنہیں توڑ دیتے ہیں (رُومیوں ۷: ۱۴)۔

(۲) جو شخص نئے سرے سے پیدا ہو چکا ہے وہ گناہ پر غالب آتا ہے یعنی وہ گُناہ کے ماتحت نہیں ہوتا۔ وہ گُناہ کی قوّت سے چھٹکارا پا چکا ہے۔ خدا کی قوت سے وہ گُناہ پر غالب آ سکتا ہے۔ تاہم گُناہ رُوح میں پایا جاتا ہے گو وہ حکومت نہیں کرتا (رُومیوں ۶: ۱۴)۔

(۳) مکمل تقدیس یافتہ آدمی گُناہ کے بغیر ہوتا ہے (رُومیوں ۶: ۷) اُس میں سے اندرونی گُناہ نیست و نابُود کیا جاتا ہے (رُومیوں ۶: ۲۲)۔

۴۔ بائبل میں مختلف طریقوں سے تقدیس کا بیان کیا گیا

ہے۔ مثلاً ۔

(ا) ایک صاف دِل یا اندرونی صفائی (زبور ۵۱ : ۱۰ + متی ۵ : ۸ + ۱ تمیتھیس ۱ : ۵)۔

(ب) پاکیزگی یا گُناہ سے مکمّل آزادی۔ (عبرانیوں ۱۲ : ۱۰ + ۱ تھسلنیکیوں ۳ : ۱۳ + ۴ : ۷)۔

(ج) کاملیّت اور "کامل"۔ یہ الفاظ اکثر مسیحی خصلت کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں۔ اُن سے نہ تو بے عیب ہونا اور نہ ہی ایسی فضیلت مُراد ہے جو ترقی پذیر نہیں لیکن اُن سے یہ مطلب ہے کہ وہ شخص پُورے طور سے لائق یا مقررہ مقصد کے لئے بالکل تیار ہے۔ یسُوع مسیح نے یہ صفائی سے بیان کر دیا کہ جس کاملیّت کی ضرورت ہے وہ محبت کی کاملیّت ہے کیونکہ یہ کہہ کر کہ خُدا اپنی کامل محبّت سے نیکوں اور بدوں پر برابر سُورج چمکاتا اور مینہ برساتا ہے اُس نے کامل ہونے کا حکم دیا (متی ۵ : ۴۸ + دیکھو ۲ تمیتھیس ۳ : ۱۷ + کلسیوں ۴ : ۱۲ + ۱ یوحنا ۴ : ۱۸ + کلسیوں ۳ : ۱۴)۔

(د) ایک بے عیب زندگی بسر کرنا جس میں خدا خود قصور وار ٹھہرانے کے قابل کوئی بات نہ دیکھے (فلپیوں

۲ : ۱۵ + ۱ کرنتھیوں ۱ : ۸ + کلسیوں ۱ : ۲۱ و ۲۲)۔

(ﮦ) خُدا کی سکونت گاہ ہونا یا خُدا کے رُوح سے معمُور ہونا (یوحنا ۱۴ : ۲۳ + یسعیاہ ۵۷ : ۱۵ + افسیوں ۳ : ۱۹)۔

(و) کامل طور سے شریعت پر عمل کرنا۔ جو کچھ خُدا طلب کرتا ہے وہی کرنا (رُومیوں ۱۳ : ۱۰)۔

(ز) خداوند کی پیروی کرنا۔ یشُوع اور کالب کی طرح پُورے طور سے خُدا کے لئے مخصُوص ہونا اور پُورے طور سے اُس پر بھروسہ رکھنا (گنتی ۳۲ : ۱۲ + گنتی ۱۴ : ۲۴)۔

(ح) گُناہ سے پُورے طور سے جُدا ہو جانا اور خدا کی شراکت میں رہنا (رُومیوں ۶ : ۱۱ + ۶ : ۲ + ۸ : ۲ + ۱ پطرس ۲ : ۲۴ بھی دیکھو)۔

(ط) گُناہ آلُودہ خصلت کا مصلُوب ہونا یا نیست و نابُود ہونا (رُومیوں ۶ : ۶ + کلسیوں ۳ : ۹ + گلتیوں ۵ : ۲۴)۔

(ی) نیک بنائے جانا اور ایسی ضمیر رکھنا جو جُرم سے خالی ہو (متی ۱۲ : ۳۳ + ۲ کرنتھیوں ۱ : ۱۲ + اعمال ۲۴ : ۱۶)۔

(ک) خُدا کی رفاقت اور شراکت میں رہنا (پیدائش

۵ : ۲۲ + یوحنا ۱ : ۷ + میکاہ ۶ : ۸)۔

(ل) اندرونی جنگ و جدال اور فکرات سے چَین ۔ (عبرانیوں ۴ : ۳ + متی ۱۱ : ۲۹ + یرمیاہ ۶ : ۱۶)۔

(م) خصلت میں خُدا کی مانند ہونا (رومیوں ۸ : ۲۹ + یوحنا ۴ : ۱۷ + افسیوں ۴ : ۲۴)۔

۵۔ کمّل تقدیس کیا نہیں ہے ۔

(ا) یہ وہ کامل نیکی نہیں ہے جو فقط خُدا میں پائی جاتی ہے اور جس کا بیان یسُوع نے کیا (متی ۱۹ : ۱۷)۔

(ب) یہ وہ کاملیّت نہیں ہے جو گرنے سے پہلے آدم میں پائی جاتی تھی ۔ اُس وقت وہ خُدا کی کامل شریعت پر کامل طور سے عمل کر سکتا تھا ۔ ہماری اعلیٰ ترین خدمت نا کامل ہوتی ہے لیکن وہ خُدا کو پسندیدہ ہے ۔ اگر وہ خالص محبّت کی تحریک سے ہو (متی ۲۲ : ۳۷ و ۳۹)۔

(ج) یہ وہ حالت نہیں ہے جس میں بےخطا ہونا ناممکن ہے ۔ اِس کے لئے کامل علم کی ضرورت ہے ۔ جو فقط خُدا میں پایا جاتا ہے (یعقوب ۱ : ۵ + رومیوں ۸ : ۱۴)۔

(د) یہ جسمانی یا دماغی کمزوریوں سے آزادی نہیں ہے (۲ - کرنتھیوں ۱۲ : ۹)۔

(ہ) یہ آزمائش سے آزادی نہیں ہے ۔ یسُوع مسیح بھی آزمایا گیا آدمی جتنا زیادہ پاک ہوتا ہے شیطان اتنا ہی زیادہ اُس پر حملہ کرتا ہے ۔ یہ آزمائش پر فتح ہے ۔ (یعقوب ۱ : ۱۲)

(و) یہ فضل کی وہ حالت نہیں ہے جس سے گرنا ناممکن ہے ۔ گو شیطان پہلے پاک فرشتہ تھا لیکن وہ بہشت سے گر گیا ۔ آدم بے گناہی کی حالت سے گر گیا ۔ کمّل تقدیس گناہ میں گر جانے کو غیر ضروری کر دیتی ہے ۔ لیکن گناہ میں گر جانا ہمیشہ ممکن ہے ۔ (مرقس ۱۳ : ۳۷ + ۱ کرنتھیوں ۱۰ : ۱۲)۔

(ز) یہ ایسی حالت نہیں ہے جس سے مزید ترقی کرنا ناممکن ہے ۔ لیکن اس سے فضل میں ترقی کرنے کا عمل . . . . زیادہ یقینی اور جلدی ہو جاتا ہے (۲ پطرس ۳ : ۱۸ + افسیوں ۴ : ۱۳ + امثال ۴ : ۱۸)۔

۶۔ کمّل تقدیس کے تجربے کو بعض اوقات پاکیزگی صاف دِل ۔ کامل محبّت اور پُوری نجات کہا جاتا ہے ۔

دُوسری فصل ۔ مکمّل تقدیس کا حاصل کرنا ممکن ہے

۱۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا کے لوگ اِس زندگی میں تمام گُناہوں سے چھٹکارا پا سکتے ہیں اور ہمیشہ خدا کی مرضی بجا لانے کے قابل بنائے جا سکتے ہیں۔ اَور لوگ کہتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے۔

۲۔ اِس بات کے ماننے کی کئی وجوہات ہیں کہ اِس زندگی میں تقدیس ممکن ہے۔

(ا) گُناہ سے پُورا چھٹکارا واجب معلوم ہوتا ہے۔ اندرُونی گُناہ ہمیشہ خدا کے لوگوں کے لئے سخت رکاوٹ ہے کیونکہ وہ اکثر اپنے آپ کو طور و اطوار، بات چیت اور اعمال میں بیرونی طور پر ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ قصوروار ٹھہراتا اور رنج پہنچاتا ہے۔ یہ نیک اثر کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اِس سے اور لوگوں کو گُناہ کی وجہ سے ملامت کرنا مُشکل ہو جاتا ہے۔ یہ خدا کو رنج پہنچاتا اور اُس کی بے عزتی کرتا ہے۔ پس یہ خیال کرنا واجب ہے کہ خدا اپنی محبّت سے انتظام کرے کہ ہم اپنے گُناہوں سے پُورا چھٹکارا پائیں۔

(ب) بائبل اُن لوگوں کے ساتھ پاکیزگی کا وعدہ کرتی ہے جو اُسے تلاش کرتے ہیں اور ہمارے لئے جس بات کا حاصل کرنا ناممکن ہو خدا ہرگز اُس کا وعدہ نہ کریگا (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳ و ۲۴ + ۱یوحنا ۱: ۹ + حزقی ایل ۳۶: ۲۵)۔

(ج) بائبل خدا کے لوگوں کو پاک ہونے کا حکم دیتی اور نصیحت کرتی ہے۔ محبّت کا خدا کبھی لوگوں کو ایسا ہونے کا حکم نہ دیگا اور ایسی نصیحت نہ کریگا۔ جس پر عمل کرنا ناممکن ہو (متی ۵: ۴۸ + ۱پطرس ۱: ۱۵ و ۱۶ + عبرانیوں ۱۲: ۱۴ + رُومیوں ۶: ۱۱)۔

(د) یسُوع مسیح اور بائبل کے الہامی مصنّف کسی ایسی بات کے لئے جس کا حاصل کرنا ناممکن ہو دُعا نہ مانگتے۔

(۱) یسُوع مسیح نے ہمیں یہ دُعا مانگنی سکھائی۔ "ہمیں بُرائی سے یا شریر سے بچا" (متی ۶: ۱۳)۔

(۲) اُس نے اپنے شاگردوں کے لئے دُعا مانگی "انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدّس کر" (یوحنا ۱۷: ۱۷)۔

(۳) پولُس نے تھسلنیکیوں کے لئے دُعا مانگی (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳)۔

(ہ) بائبل صفائی سے بیان کرتی ہے کہ یسوع مسیح کی زندگی اور موت کا مقصد یہ تھا کہ اپنے لوگوں کو گناہ سے بچائے (۱یوحنا ۳: ۸ + متی ۱: ۲۱ + ططس ۲: ۱۴ + افسیوں ۵: ۲۵-۲۷)۔

(و) بائبل کے بہت سے مقدسوں کو فی الحقیقت یہ تجربہ حاصل تھا۔ حنوک۔ (پیدائش ۵: ۲۴ + عبرانیوں ۱۱: ۵) موسےٰ۔ (خروج ۳۳: ۱۱) ایوب۔ (ایوب ۱: ۱) ستفنس (اعمال ۶: ۵) پولس۔ (۱تھسلنیکیوں ۲: ۱۰)۔

(ز) بائبل کے دنوں سے لے کر بہت سے مسیحیوں نے یہ تجربہ حاصل کیا اور اس کی گواہی دی ہے۔

(ح) وہ تمام اشخاص جو حقیقت میں نجات پا چکے ہیں پاکیزگی حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں پاک ہونا چاہئے۔ اگر پاکیزگی کا حاصل کرنا ناممکن ہوتا تو خدا کا روح اسے حاصل کرنے کی خواہش پیدا نہ کرتا اور یسوع مسیح بھی یہ وعدہ نہ کرتا کہ اس طرح کی خواہش پوری کی جائیگی۔ (متی ۵: ۶)۔

(۳) یہ خیال کہ مکمل تقدیس موت کے وقت کے

قریب یا عین موت کے وقت پر ہی مل سکتی ہے بائبل کی تعلیم کے خلاف ہے۔

(ا) بائبل کسی جگہ یہ بیان یا اشارہ نہیں کرتی کہ ہم اس زندگی میں گناہ سے بالکل پاک صاف نہیں کئے جا سکتے (لوقا ۱: ۷۴ و ۷۵)۔

(ب) بائبل یہ ظاہر کرتی ہے کہ جسم اپنی تمام خواہشوں۔ طاقتوں اور اعضا کے ساتھ خدا کے لئے مقدس ہونا چاہئے (۱کرنتھیوں ۶: ۲۰ + ۲کرنتھیوں ۴: ۱۰ + رومیوں ۸: ۱۱)۔

(ج) بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ یسوع مسیح کا خون گناہ سے پاک صاف کرتا ہے نہ کہ موت (۱یوحنا ۱: ۷)۔

۴۔ بعض لوگ مکمل تقدیس کے ممکن ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور بحث کرتے ہیں کہ:۔

(ا) پاکیزگی کا حاصل کرنا ناممکن ہے کیونکہ بہت سے سرگرم مسیحی نہ تو اس کی تعلیم دیتے ہیں اور نہ ہی اسے مانتے ہیں۔ اس کا ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارا معیار خدا کا پاک کلام ہے جو یہ ظاہر کرتا

ہے کہ پاکیزگی کا حاصل کرنا ممکن ہے (۲ کرنتھیوں ۱۰ ، ۱۲۱ + یسعیاہ ۸ : ۲۰)۔

(ب) وہ کہتے ہیں کہ بائبل کی کئی آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکیزگی کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔
اس کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ بائبل صفائی سے پاکیزگی کی تعلیم دیتی ہے۔ جن آیتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ فقط اُسی وقت اِس تعلیم کی مخالف معلوم ہوتی ہیں۔ جب انہیں عبارت کے سلسلے سے نکال لیا جاتا ہے۔ ایسی آیات کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

(ا) (ایوحنا ۱ : ۸) اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ پاکیزگی کا حاصل کرنا ناممکن ہے کیونکہ اس سے بعد کی آیت بیان کرتی ہے کہ "وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے" اور دُوسرے باب کی پہلی آیت میں لکھا ہے کہ "یہ باتیں مَیں تمہیں اس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو" (ایوحنا ۲ : ۱)۔

اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ اُن میں گناہ نہیں جب کہ اُن میں گناہ پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے اور جھوٹ بیان کرتے ہیں خواہ وہ گنہگار ہوں جو یہ کہتے ہوں کہ انہوں نے کبھی گناہ نہیں کیا یا مسیحی ہونے کا اقرار کرنے والے ہوں۔ جو گناہ تو کرتے رہتے ہیں تاہم کہتے ہیں کہ اُن میں کوئی گناہ نہیں، کیونکہ ان کے گناہ مسیح کے ذمّے لگائے گئے ہیں۔

(۲) (امثال ۲۴ : ۱۶) عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ راستباز آدمی گناہ میں نہیں بلکہ تکلیف میں پڑ جاتا ہے (۱۰ آیت)۔

(۳) (یعقوب ۳ : ۲) ہم مانتے ہیں کہ تقدیس ایسی حالت نہیں ہے جس میں گناہ کرنا ناممکن ہے۔

(ج) معترض یہ کہتے ہیں کہ اگر تمام گناہ نیست و نابُود کیا جائے تب مسیحی کس سے جنگ کرینگے۔ تب تو گناہ کے ساتھ ان کی لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور وہ گلتیوں ۵ : ۱۷ کا حوالہ دیتے ہیں۔

اس آیت کا تعلق تقدیس یافتہ اشخاص سے نہیں ہے اُن کے دُشمن اندر نہیں ہوتے لیکن وہ شیطان کے ساتھ باہر سخت لڑائی کرتے ہیں۔ یسوع مسیح کو بھی شیطان کیساتھ جنگ کرنا پڑا۔ (عبرانیوں ۴: ۱۵ + ۱پطرس ۵: ۸ و ۹ + افسیوں ۶: ۱۱)۔

(د) وہ کہتے ہیں کہ تھوڑے سے گناہ ہمیں عاجز اور حلیم رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ ہمیں عاجز رکھنے کے لئے گناہ ضروری ہے یہ کہنا ہے کہ گناہ خدا کے فضل سے زیادہ طاقتور ہے (رُومیوں ۶: ۱)۔

(ہ) وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی پاک شخص نہیں دیکھا اس کا ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اُنہوں نے پاک لوگوں کے ساتھ ملنے سے انکار کیا ہو یا پاکیزگی کے عقیدے پر اپنی بے یقینی کی وجہ سے اُنہیں پاک اشخاص تسلیم نہ کیا ہو (یوحنا ۸: ۵۲)۔

(و) وہ کہتے ہیں کہ مکمل طور سے تقدیس یافتہ آدمی کو پھر یسوع مسیح کی خوبیوں کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اِس کا ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ یسوع مسیح کا خون

یعنی اُس کی خوبی ہمیں گناہ سے پاک صاف کرتی ہے اور گناہ سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی اسی کی ضرورت ہے۔

۵۔ پاکیزگی کے ممکن ہونے میں بے یقینی کی وجوہات بعض اوقات مندرجہ ذیل ہوتی ہیں:۔

(ا) غلط تعلیم یا تعلیم کی کمی۔

(ب) متعلقہ شخص کے دِل میں بُرائی۔ گذرے دِنوں میں کسی وقت اس نے روشنی کی طرف دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اگر وہ پُورے طور سے اپنے آپ کو خدا کے لئے مخصوص کر دے تو اُسے بہت جلدی معلوم ہو جائیگا کہ پاکیزگی حاصل کرنا ممکن ہے۔

تیسری فصل۔ مکمّل تقدیس کا حاصل کرنا۔

۱۔ مکمّل تقدیس کی برکت کے عطا کئے جانے کا دار و مدار اُس شخص کے پُورے دِل کی شراکت پر ہے جو اُسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ مکمّل تقدیس کی پہلی شرط قائلیت ہے یعنی پاک ہونے کی ضرورت محسوس کرنا۔

(ا) اندرونی گناہ جو موجود ہوتا ہے۔ اُس کی پہچان۔
اُس کے دُور کئے جانے کا یقین اور بدل و جان
چھٹکارے کی خواہش کا ہونا ضروری ہے۔

(ب) خدا کا رُوح آدمی کی رُوح کو گُناہ کے ظاہری
عملوں اور اندرونی بُرائیوں سے قایل کرتا
ہے۔
(یوحنا ۱۶: ۸)۔ یعنی وہ مغروری۔ بُطلان۔ خودغرض
اولوالعزمی۔ بدمزاجی۔ کینہ۔ لالچ۔ شہوت۔ کاہلی۔ دُنیا
کی محبّت۔ خودغرضی۔ حسد اور پُوری سچائی کی کمی
سے قایل کرتا ہے۔

وہ تجربہ جو اس قسم کی بُرائیوں کو حد درجے کی
ہیبت ناک حالت میں ظاہر کرتا ہے۔ ضرُور دردناک
ہوتا ہے۔ (یسعیاہ ۶: ۵)۔

(ج) پاکیزگی کے متعلق قابلیت پیدا کرنے کے لئے
رُوح مختلف وسائل استعمال کرتا ہے۔ مثلاً:۔ خدا کی
نئی رویا۔ (یسعیاہ ۶: ۵)۔ رُوح میں بے چینی کا خیال
کسی کی پاکیزہ زندگی یا گواہی۔

۳۔ کمل تقدیس کی دُوسری شرط ترک کرنا یا تیاگ ہے

(ا) ضرور ہے کہ تیاگ ہمیشہ کے لئے ہو اور کمل ہو۔

اُس میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہوں۔

(۱) تمام معلومہ بُرائی (عبرانیوں ۱۲: ۱)۔
(۲) تمام باتیں جو مشکوک معلوم ہوتی ہوں
(رُومیوں ۱۴: ۲۲ و ۲۳)۔

(ب) تیاگ کا بہت سی عام عادات پر اثر ہوگا۔ مثلاً۔

(۱) نشے والی چیزوں کا معتدل استعمال بھی چھوڑ
دینا ضرُوری ہے۔ یہ عادت فضول خرچی کی ہے
اور مُضر بھی اور اُس کے ساتھ ہی مُصیبت۔ بُرائی
اور لعنت پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک معتدل
شرابی کا اثر اَوروں کو شراب نوشی کی طرف مائل
کر دے۔ بائبل اسے ناجائز قرار دیتی ہے۔

(۲) تمباکو نوشی کا چھوڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا
استعمال نقصان دِہ۔ گندہ اور غیر ضروری ہے اور
اس سے خود غرضی ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) دُنیاوی زیبائش کا ترک کرنا ضروری ہے (۱ پطرس
۳: ۳ + یسعیاہ ۳: ۱۶ و ۱۷ + ۱ تیمتھیس ۲: ۸-۱۰)

(۴) دُنیاوی کھیل تماشوں اور خود غرضی کی عادات
سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یہ اُن مقاصد کے برعکس ہیں جو پُورے دِل سے یسُوع مسیح کی پیروی کرنے والوں کو تحریک دیتے ہیں۔ (افسیوں ۵ : ۱۱)۔

(ب) تمام مشکوک باتوں کا چھوڑنا ضروری ہے خواہ ان کا تعلق دماغ ۔ جسم ۔ خاندان ۔ کار و بار ۔ کھیل ۔ تماشوں ۔ ساتھیوں کے ساتھ برتاؤ یا کسی اور چیز سے ہو ۔

(ج) بائبل صفائی سے یہ تعلیم دیتی ہے کہ اس طرح کا تیاگ ضروری ہے ۔

(۱) خدا کے لوگوں کو رُوح اور چال چلن کے لحاظ سے دُنیا سے علیحدہ ہونا چاہیئے ۔ (۲ کرنتھیوں ۶ : ۱۷ و ۱۸)۔

(۲) جن عادتوں کا اور لوگوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اُنہیں ترک کرنا چاہیئے۔ گو وہ ترک کرنے والے اشخاص کے لئے غیر مضر ہوں (۱ کرنتھیوں ۸ : ۹ و ۱۱ و ۱۳ + رُومیوں ۱۴ : ۲۱)۔

(۳) ہر ایک بات خدا کے جلال کے لئے کرنی چاہیئے۔ (۱ کرنتھیوں ۱۰ : ۳)۔

(۴) جسم کے ساتھ خدا کی سکونت گاہ کی طرح سلوک

کرنا چاہیئے۔ پس اُسے نہ تو ناپاک کرنا اور نہ ہی نقصان پہنچانا چاہیئے (۱ کرنتھیوں ۶ : ۱۹ + ۳ : ۱۷)۔

(د) تیاگ میں بہت سی ایسی باتوں کے اعتبار سے مرجانا شامل ہے جو دُنیاوی سمجھ کے لحاظ سے بیش قیمت ہیں (گلتیوں ۲ : ۲۰ + ۶ : ۱۴ + فلپیوں ۳ : ۸)۔

(ہ) تمام بُری اور مشکوک باتوں کا ترک کرنا واجب ہے۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ خدا یہ بڑی برکت فقط اُن لوگوں کو عنایت کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو اُن تمام باتوں سے علیحدہ کرتے ہیں جو اُس کے خلاف ہیں۔

۴۔ کمّل تقدیس کی تیسری شرط مخصوصیت ہے۔ فقط خدا کے لئے زندگی بسر کرنے اور اس کی مرضی بجا لانے کا فیصلہ کرنا۔

(ا) تمام آدمی خصلتاً اپنے آپ کو خوش کرنے پر ترجیح دیتے ہیں۔ مخصوصیت کے ذریعے سے آدمی اپنے آپ کو پُورے طور سے خدا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے تاکہ فقط اسے خوش کرے۔

(ب) مخصوصیت کا کمّل اور حقیقی ہونا ضروری ہے۔

اپنا جسم ۔ دماغ ۔ اُلفت اور سب کچھ جو ہمارے پاس
ہے خدا کو دینا ضروری ہے ۔

(ج) مخصوصیّت کو زندہ قربانی سے تشبیہ دی گئی ہے ۔
(رومیوں ۱۲ : ۱) ۔
مخصوص شدہ آدمی یہ سمجھیگا کہ جو ملکیت اور مال و
اسباب اس کے پاس ہے وہ خدا کا ہے اور وہ اسے
اُس کی بادشاہت پھیلانے کے لئے استعمال کریگا ۔

(د) مخصوصیت ایک عمل ہے جو خدا کے تقدیس کرنے
سے پیشتر آدمی کرتا ہے ۔

(ہ) تقدیس ایک کام ہے جو خدا آدمی کا حصّہ کرنے
کے بعد اس کے اندر کرتا ہے ۔

۵ ۔ تیاگ سے مُراد یہ ہے کہ وہ باتیں جو خدا کے خلاف
ہیں چھوڑ دی جائیں ۔ مخصوصیّت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے
آپ کو اور اپنے سارے مال و اسباب کو خدا کی خاطر
استعمال کرنے کے لئے دے دیا جائے ۔

۶ ۔ مکمّل تقدیس کی چوتھی شرط ایمان ہے ۔ دلی یقین کا
سادہ عمل جس کے ذریعے سے رُوح اپنے آپ کو خدا
کے سپرد کردیتی اور یہ یقین کرتی ہے کہ وہ اپنے وعدے

کے مطابق اِسی وقت تقدیس کرتا ہے (یوحنا ۱ : ۹ +
اعمال ۲۶ : ۱۸ + عبرانیوں ۷ : ۲۵) ۔

(ا) تقدیس کے لئے نہ تو نیا اور نہ ہی زیادہ مضبوط
ایمان ضُروری ہے لیکن بچانے والے ایمان کی طرح
کا ایمان جیسے مختلف مقصد کے لئے عمل میں لایا
جاتا ہے ۔

(ب) تقدیس کرنے والے ایمان کا مطلب فقط یہ یقین
کرنا نہیں کہ خدا تقدیس کرنے کے قابل اور تقدیس کرنے
کے لئے رضامند ہے اور اُس نے تقدیس کرنے کا
وعدہ کیا ہے بلکہ یہ کہ وہ اب تقدیس کرتا ہے ۔

(ج) جو شخص تقدیس کرنے والے ایمان کا عمل
کرتا ہے وہ کم و بیش اِس طرح کہتا ہے ۔
"مَیں اس وقت اپنے آپ کو پورے طور سے خدا
کے سپرد کرتا ہوں ۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے
قبول کرتا ہے ۔ یسُوع مسیح کا خون اس وقت مجھے
تمام گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے وہ مجھے اپنے
سامنے اپنے وعدے کے مطابق دل کی پاکیزگی بخشتا
ہے اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ جو کچھ مَیں اِس

وقت اس کے سپرد کرتا ہوں وہ اُسے محفوظ رکھیگا"۔

(د) تقدیس کرنے والے ایمان کی بنا خدا کے وعدے اور وفاداری پر ہے (یوحنا ۲۰ : ۲۹)۔

۷۔ خدا رُوح القدس تکمیل تقدیس کا یقین بخشتا ہے (۱ کرنتھیوں ۲ : ۱۲ + ۱ یوحنا ۳ : ۲۴ + ۴ : ۱۳) یونہی کہ ایمان کا عمل کیا جاتا ہے عموماً اُسی وقت یقین بخشا جاتا ہے لیکن بعض اوقات کچھ عرصہ کے لئے یقین روک کر ایمان کا امتحان کیا جاتا ہے (پیدائش ۱۵ : ۱۷ و ۱۸)۔

۸۔ تکمیل تقدیس مَوت کی طرح فوراً واقع ہوتی ہے ممکن ہے کہ ایک آدمی کچھ عرصے سے مر رہا ہو لیکن جس لمحے تک اُس کی رُوح جسم سے جدا نہیں ہوتی تب تک وہ نہیں مرتا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک شخص گناہ سے مکمل آزادی حاصل کرنے میں کچھ وقت لے لیکن وہ گناہ کے اعتبار سے اسی وقت مرتا ہے جب گُناہ اُس کی رُوح سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

۹۔ پُورے طور سے تقدیس یافتہ لوگوں کو فقط خدا

محفوظ رکھتا ہے جو اپنے رُوح کے ذریعے سے اُن کے اندر رہتا ہے لیکن ضرور ہے کہ وہ دُعا مانگنے۔ بائبل پڑھنے۔ گواہی دینے اور خدا کی رُوح کی ہدایت کی پیروی کرنے کے ذریعے سے اپنا حصہ کریں (یوحنا ۱۵ : ۴ + ۱ یوحنا ۳ : ۶ + افسیوں ۳ : ۱۷ + فلپیوں ۱ : ۱۱ + ۱ پطرس ۱ : ۵)۔

چوتھی فصل۔ تکمیل تقدیس کے نتائج

۱۔ وہ نتائج جن کے ذریعے سے تکمیل تقدیس یافتہ شخص اپنے یقین کی تصدیق کر سکتا ہے اُس کے اندرونی تجربے میں محسُوس ہونگے اور اُس کی ظاہری زندگی میں بھی عیاں ہونگے لیکن یہ ممکن ہے کہ جو لوگ پاکیزگی حاصل کرنے سے پیشتر نیک زندگی بسر کرتے رہے ہوں اُور لوگوں کو اُن میں کوئی زیادہ فرق معلوم نہ ہو۔

۲۔ اِن نتائج میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں:۔

(ا) دِل میں کامل اطمینان (فلپیوں ۴ : ۷)۔

(ب) عموماً بہت سی خوشی (۱ پطرس ۱ : ۸)۔

(ج) خدا پر ہمیشہ بھروسہ رکھنا (رُومیوں ۴ : ۲۰)۔

(د) خدا کی مرضی کے ساتھ دلی اتفاق۔ (یعقوب ۱: ۴ + کلسیوں ۴: ۱۲ + زبور ۴۰: ۸ + فلپیوں ۲: ۱۳)۔

(ہ) خدا اور انسان کے لئے مستقل محبت اور دونو کی خدمت کرنے کا اشتیاق۔ (ایوحنا ۲: ۵ + ۴: ۱۲)۔

(و) روحانی زندگی میں ترقی اور کار آمد ہونا۔(فلپیوں ۱: ۹ + ۳: ۱۳ و ۱۴ + ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱ و ۳)۔

(ز) خدا کی خدمت کے لئے جان نثاری جو خودغرضی کے ارادوں اور دنیاوی خوشی کی محبت کو ترک کر دیتی ہے ۔(۲ کرنتھیوں ۵: ۱۴ + ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۱۵)۔

(ح) علانیہ اور پوشیدگی میں پوری نجات کی گواہی دینے کے لئے خواہشمند ہونا (فلپیوں ۲: ۱۵ و ۱۶ + ایوحنا ۱: ۳ + اعمال ۴: ۲۰)۔

(ط) تمام بری خواہشوں اور عادات پر پوری فتح۔ (رومیوں ۸: ۳۷)۔

۳- مکمل تقدیس کے پھل اکثر اُس طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں جس طریقے سے خدا کے فرزند اپنے فرائض ادا کرتے اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔خصوصاً وہ:-

(ا) اپنے کام میں پورے دل سے دلچسپی لیتے ہیں۔

(ب) طرفداری کئے بغیر خبرداری سے سرگرم محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

(ج) وہ اس بات کے لئے رضامند ہوتے ہیں کہ اَور لوگوں کو اُن کے برابر یا اُن سے زیادہ عزت ملے۔

(د) وہ پہلے خدا کی بادشاہت کا فائدہ ڈھونڈتے ہیں اور قابلِ اعتبار ہوتے ہیں۔

(ہ) مشکلات پر فتح پانے کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتے اور کامیاب ہونے پر حلیم رہتے ہیں۔

(و) اپنی پوشیدہ زندگی اِس طرح بلا اختلاف یعنی قولاً فعلاً یکساں بسر کرتے ہیں کہ اُن کے چاروں طرف رہنے والے تمام لوگ خدا کے زیادہ نزدیک آنے اور خود نثاری کرنے کے لئے مائل ہو جاتے ہیں۔

گیارھواں باب

آخری باتیں

پہلی فصل۔ موت اور اُس کے بعد

۱۔آیندہ کی حالت کی بابت ہم فقط وہی باتیں جانتے ہیں جو بائبل سکھاتی ہے۔ بائبل میں آدمی کی ہدایت۔ حوصلہ افزائی اور آگاہی کے لئے کافی بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ موت کیا ہے؟

(ا) موت جسمانی زندگی کا خاتمہ اور آدمی کی رُوح کا جسم سے علیٰحدہ ہونا ہے۔ (زبور ۱۴۶ : ۴ + ۱۰۴ : ۲۹ + ایوب ۳۴ : ۱۴ و ۱۵)۔

(ب) موت گناہ کا نتیجہ ہے (پیدائش ۳ : ۳)۔

۳۔ رُوح غیر فانی ہے۔ ہر ایک شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ جسم کے مرنے کے بعد اس کی رُوح زندہ رہیگی۔ بائبل اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے۔

(ا) یہ بیان کیا گیا ہے کہ آدمی کی رُوح کی

قیمت بے اندازہ ہے۔ اِسے خدا نے آدمی میں پھونکا تھا اِس کی مخلصی کے لئے یسُوع مسیح کی جان کی قربانی کی ضرورت تھی (پیدائش ۲ : ۷ + مرقس ۸ : ۳۶ و ۳۷ + ۱پطرس ۱ : ۱۸ و ۱۹)۔

(ب) اگر رُوح غیر فانی نہ ہو تو بہت سی آگاہیاں نصیحتیں اور دھمکیاں بے معنی ہیں (۱پطرس ۱:۴ + متی ۲۶ : ۲۴)۔

(ج) بیان کیا گیا ہے کہ آیندہ کی سزا اور جزا دونو ابدی ہیں (یوحنا ۳ : ۳۶)۔

۴۔ موت کے بعد آدمیوں کو نیکی اور بدی کا اجر ملیگا۔

(ا) ہر جگہ کے آدمی اپنے دِل میں قائل ہیں کہ اُن کو موت کے بعد مناسب جزا یا سزا ملیگی۔

(ب) بائبل پہلے ہی سے بیان کرتی ہے کہ روز عدالت میں نیک اور بد لوگوں کا اجر سنایا جائیگا۔

۵۔ بائبل یہ سکھاتی ہے کہ موت نجات کے موقع کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

(ا) نجات کا دِن اب ہے (۲کرنتھیوں ۶ : ۲ +

عبرانیوں ۳ : ۷ و ۸ و ۱۳ + لُوقا ۱۹ : ۴۲)۔

(ب) روزِ عدالت میں اُن کاموں پر جو جسم میں کئے گئے ہیں فتوےٰ دیا جائیگا۔ (۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۰ + متی ۲۵ : ۳۱ - ۴۰)۔

(ج) مَوت کے بعد آدمی کی رُوحانی اور ابدی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی کا ہونا ناممکن ہے مکاشفہ ۲۲ : ۱۱ + لُوقا ۱۶ : ۲۶)۔

۴۔ مَوت کے بعد آدمی کی رُوح کی حالت کی بابت بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ :-

(ا) دماغی اور اخلاقی قوتیں یعنی قوتِ حافظہ اور ضمیر قائم رہتی ہیں۔ (لوقا ۱۶ : ۱۹ - ۳۱) مَوت کو نیند کہا گیا ہے (دانی ایل ۱۲ : ۲ + یوحنا ۱۱ + ۱۱ اعمال ۷ : ۶۰ + ۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۵۱ + ۱ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۴) یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ لوگ بعد ازاں جاگ اُٹھینگے۔

(ب) نیک اور بد ایک دُوسرے سے علیحدہ کئے جائینگے۔ پاک لوگ خدا کی حضوری میں خوشی اور چین سے رہینگے اور بدکار مصیبت میں۔ لیکن خوشی

اور سزا ہر دو روزِ عدالت تک پُورے پیمانے میں نہ ملینگی (مکاشفہ ۱۴ : ۱۳ + لُوقا ۲۳ : ۴۳ + ۲ کرنتھیوں ۵ : ۸ + فلپیوں ۱ : ۲۳ + لوقا ۱۶ : ۲۲ و ۲۵ + ۲ پطرس ۲ : ۹ + لُوقا ۱۶ : ۲۳)۔

دُوسری فصل۔ خداوند یسُوع مسیح کا واپس آنا۔

۱۔ نیا عہد نامہ ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے واپس آنے کی پیشین گوئی کرتا ہے اور اِسے مختلف طریقوں سے بیان کرتا ہے۔ "خداوند کا دن" (۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۲) "خداوند کی آمد" (یعقوب ۵ : ۷) "یسُوع مسیح کے ظہور کا وقت" (۱ پطرس ۱ : ۷ + ۱ پطرس ۱ : ۱۳)۔

۲۔ اُس کی آمد کا وقت پہلے سے بتایا نہیں گیا اور نہ ہی بتایا جائیگا۔ (اعمال ۱ : ۷ + مرقس ۱۳ : ۳۲)۔

۳۔ اُس کی دوبارہ آمد اس طرح ہوگی۔

(ا) "وہ اُسی طرح" جس طرح گیا تھا پھر آئیگا (اعمال ۱ : ۹ - ۱۱)۔

(ب) وہ اچانک آئیگا اور اس وقت جب اُس کے آنے کا خیال نہ ہوگا۔ (متی ۲۴ : ۳۷ و ۴۲)۔

(ج) اُس کو آتے سب لوگ دیکھینگے اور اُس کی آواز سُنینگے (متی ۲۶ : ۶۴ + مکاشفہ ۱ : ۷ + ۱ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۶)۔

(د) وہ جلال اور قدرت میں فرشتوں کے ساتھ آئیگا۔ (مرقس ۸ : ۳۸)۔

۴۔ یسوع مسیح کی آمد کا مقصد۔ مُردوں کا زندہ کرنا دُنیا کا انصاف کرنا اور اپنی ابدی بادشاہت قائم کرنا ہے (۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۵۲ + متی ۲۵ : ۳۱ و ۳۲ + ۲ تھسلنیکیوں ۱ : ۷ - ۱۰)۔

۵۔ یسوع مسیح کی موعودہ آمد ثانی کی بابت خدا کے لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ مُکتی فوج یہ فیصلہ کرنے کا ذمہ نہیں لیتی کہ اُن میں سے کَون کَون سی رائیں ٹھیک ہیں۔ ہمیں اِس بات کا پُورا یقین ہے کہ یسوع مسیح واپس آئیگا۔ لٰہذا ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم :-

(ا) تیار ہوں (متی ۲۴ : ۴۴)۔

(ب) اَوروں کو تیار کریں (کلسیوں ۱ : ۲۸)۔

تیسری فصل۔ قیامت

۱۔ قیامت کا مطلب یہ ہے کہ مُردے پھر زندہ ہونگے اور اُن کے جسم اور رُوحیں پھر ملائی جائینگی۔

۲۔ جسم کی قیامت کی تعلیم بائبل کے ایک سِرے سے لے کر دُوسرے سِرے تک ملتی ہے۔

(ا) پُرانے عہدنامے میں۔ (دیکھو حزقی ایل ۳۷ باب + یسعیاہ ۲۵ : ۸ + ہوسیع ۱۳ : ۱۴ + زبور ۱۷ : ۱۵ + یسعیاہ ۲۶ : ۱۹)۔

(ب) نئے عہدنامے میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح اور اس کے مخلصی دینے والے کام کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔

(۱) یسوع مسیح نے اپنے کفّارے سے فقط آدمی کی رُوح کو بچانے کے لئے نہیں لیکن آخر کار اُس کے جسم کو مَوت سے مخلصی دینے کے لئے بھی ایک راستہ کھول دیا۔

(۲) چونکہ یسوع مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اس لئے اُس کے لوگ بھی جی اُٹھینگے۔

۳۔ نجات یافتہ لوگوں کے زندہ شدہ جسم یسوع مسیح کے جسم کی مانند ہونگے۔

۳۔ قیامت یسوع مسیح کی آمد پر واقع ہوگی۔

۴۔ وقت مقررہ پر یسوع مسیح مقدسوں اور گنہگاروں کے جسم زندہ کریگا۔

۵۔ قیامت میں زندہ شدہ جسم وہی ہوگا جو مر گیا تھا لیکن وہ بہت کچھ تبدیل ہو جائیگا۔

(ا) بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہمارے جسم وہی ہونگے (۱کرنتھیوں ۶: ۱۴ + ۲ کرنتھیوں ۴: ۱۴ + یوحنا ۲۰: ۲۷ + ایوب ۱۹: ۲۶)۔

(ب) قیامت کے وقت مقدّسوں کے جسم جو پھر زندہ کئے جائینگے اور جو اُس وقت زندہ ہونگے تبدیل کئے جائینگے۔ تبدیل شُدہ جسم رُوحانی ہوگا جو خدا کے ساتھ بسر کرنے والی نئی زندگی کے مطابق ہوگا۔ وہ تکان۔ بیماری اور درد سے بالکل آزاد ہوگا (۱کرنتھیوں ۱۵: ۳۶-۳۸ + ۴۲-۴۴ + ۵۱ و ۵۲)۔

قیامت کے وقت گنہگاروں کے جسم بھی زندہ کئے جائینگے یسوع نے اِسے "سزا کی قیامت" کہا ہے (یوحنا ۵: ۲۹) دانی ایل اِسے "جاگ اُٹھنا" کہتا ہے جو رسوائی اور ذِلت

کے لئے ہوگا (دانی ایل ۱۲: ۲)۔

(ج) ہم کسی حد تک یسوع مسیح کے جسم سے سمجھ سکتے ہیں کہ آدمی کا زندہ شُدہ جسم کیسا ہوگا۔ جی اٹھنے کے بعد اُس کا جسم وہی تھا جو کہ جی اُٹھنے سے پہلے تھا۔ اُس کے شاگردوں نے اُس کے زخم دیکھے۔ اُسے پہچانا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا (لوقا ۲۴: ۳۹-۴۳) لیکن اُس کا جسم تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق ظاہر اور غائب (دیدنی اور نادیدنی) ہو سکتا تھا۔ (یوحنا ۲۰: ۲۶ + لوقا ۲۴: ۳۱ و ۳۶ + مرقس ۱۶: ۱۲ + اعمال ۱: ۹)۔ ہم اُس کی مانند ہونگے۔ (۱یوحنا ۳: ۲)۔

چوتھی فصل - عدالت

۱۔ روز عدالت حساب کا وہ عظیم دن ہے۔ جب خدا تمام آدمیوں کو اُن کی زندگی کا حساب لینے کے لئے اپنے سامنے لائیگا۔

۲۔ یسوع مسیح نے یہ سنجیدہ واقعہ پہلے ہی سے دیکھ لیا اور اِس کا بیان کیا۔ (متی ۲۴: ۳۰ و ۳۱ +

متی ۲۵ : ۳۱ - ۴۶ + متی ۱۳ : ۴۰ - ۴۳ و ۴۷ و ۵۰)
حنوک نے بھی اِس کا ذکر کیا (یہوداہ ۱۴ و ۱۵) دانی
ایل بھی اس کا ذکر کرتا ہے (دانی ایل ۷ : ۹ و ۱۰!) پطرس
نے بھی اس کی بابت لکھا ہے۔ (۲ پطرس ۳ : ۱۰)۔

۳۔ عدالت کا وقت فقط خدا کو معلوم ہے۔ لیکن
بائبل میں لکھاہے کہ یہ عدالت :-

(ا) ایک مقررہ دِن پر ہوگی - ایک خاص وقت یا
زمانے میں ہوگی (اعمال ۱۷ : ۳۱ + رُومیوں ۲ : ۱۶)۔

(ب) اچانک ہوگی - (۲ پطرس ۳ : ۱۰ + لوقا ۱۷ : ۲۴)

(ج) اِس دُنیا کے آخر میں ہوگی (۲ پطرس ۳ : ۷)۔

(د) جب یسُوع مسیح واپس آئیگا اور مُردے زندہ
کئے جائینگے تب ہوگی (۲ تھمتھیس ۴ : ۱ + مکاشفہ ۲۲
: ۱۲)۔

۴۔ جتنے لوگوں نے زندگی بسر کی ہے ان سب کی عدالت
ہوگی۔ راستباز اور بدکار ہر دو کی عدالت ہوگی لیکن ہر
ایک کی عدالت فرداً فرداً ہوگی (رُومیوں ۱۴ : ۱۰ و ۱۲
+ ۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۰ یوحنا ۵ : ۲۸ - ۲۹ + مکاشفہ ۲۰ :
۱۱ و ۱۲)۔

۵۔ مُنصف یعنی عدالت کرنے والا یسُوع مسیح ہوگا جو خدا
کی حیثیت میں عالم الغیب اور انصاف کرنے والا ہے اور
آدمی کی حیثیت میں آدمی کی بابت پُورے طور سے سمجھتا ہے
(یوحنا ۵ : ۲۲ + متی ۲۵ : ۳۱ و ۳۲)۔

۶۔ عدالت خاص ضرُوری مقاصد پُورے کرنے کے لئے
ہوگی۔ یعنی :-

(ا) ہر ایک شخص کی حقیقی خصلت ظاہر کرنے کے لئے
(متی ۱۰ : ۲۶ + ۲ کرنتھیوں ۵ : ۱۰)۔

(ب) آدمیوں کے اعمال کی جانچ کرنے اور ان کی قیمت
کا فیصلہ کرنے کے لئے (اکرنتھیوں ۳ : ۱۳)۔

(ج) علانیہ طور پر ہر ایک پر مناسب الزام لگانے
یا اُن کی تعریف کرنے کے لئے۔ ہر ایک کو مناسب جزا
یا سزا دینے کے لئے (متی ۱۶ : ۲۷ + رُومیوں ۲ : ۶-
۹ + مکاشفہ ۲۲ : ۱۲)۔

(د) آدمیوں کے ساتھ خدا کا جو برتاؤ رہا ہے۔ اُس
برتاؤ میں اُس کی راستبازی کی تصدیق کرنے کے لئے۔
(افسیوں ۱ : ۱۰ + رُومیوں ۸ : ۳۳ و ۳۴)۔

۷۔ جس طریقے سے عدالت ہوگی اُسے سب پسند کرینگے

(ا) بدکار کی سزا کے لئے جو الفاظ عموماً استعمال کئے گئے ہیں وہ ہلاکت۔ تباہی اور رُوح کا نقصان ہیں اور یہ الفاظ انتہا درجے کی اور لا علاج بربادی ظاہر کرتے ہیں (متی ۷: ۱۳ + ۲ کرنتھیوں ۲: ۱۵ و ۱۶ + عبرانیوں ۱۰: ۳۹ + یوحنا ۳: ۱۶. متی ۱۶: ۲۶)۔

(ب) اِسے دُوسری مَوت کہا گیا ہے۔ اُس جُدائی کی تکمیل جو زمین پر شروع ہوتی ہے۔ یہ ابدی زندگی کے بر عکس ہے (مکاشفہ ۲۱: ۸ + ۲: ۱۱)۔

(ج) یہ بیان کیا گیا ہے کہ بدکاروں پر خدا کا غضب ہوگا (رُومیوں ۲: ۶ و ۸ و ۹ + افسیوں ۵: ۶)۔

(د) اُن الفاظ پر غور کریں جو خود یسُوع مسیح نے استعمال کئے (متی ۲۵: ۴۶ + ۸: ۱۲ + ۲۵: ۳۰ + مرقس ۹: ۴۳ و ۴۴ + متی ۱۳: ۴۲ و ۵۰ + متی ۲۵: ۱۰ و ۱۱ + ۳: ۱۲ + ۱۳: ۴۸ + ۷: ۱۹ + ۵: ۲۹ و ۳۰)۔

۳۔ وہ سزا جس کا اس طرح بیان کیا گیا ہے ابدی ہوگی

(ا) بائبل صفائی سے بیان کرتی ہے کہ بدکار کی سزا ہمیشہ

کے لئے ہوگی (متی ۲۵: ۴۱ + ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۹ + یہوداہ ۷ و ۱۳ + مکاشفہ ۲۰: ۱۰ + مکاشفہ ۱۴: ۱۱)۔

(ب) بائبل بدکار کی سزا کا راستباز کی خوشی سے مقابلہ کرتی ہے اور میعاد (عرصہ) بیان کرتے وقت ایک ہی طرح کے الفاظ استعمال کرتی ہے (متی ۲۵: ۴۶ + دانی ایل ۱۲: ۲ + رُومیوں ۶: ۲۳)۔

(ج) بائبل بیان کرتی ہے کہ بدکار کی آخری بحالی کی کوئی اُمید نہیں (فلپیوں ۳: ۱۹ + ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۱۵ + عبرانیوں ۶: ۸ + ۱ پطرس ۴: ۱۷ + مرقس ۹: ۴۴ و ۴۶ و ۴۸)۔

(د) بائبل میں بدکار کی سزا اِن لفظوں میں بیان کی گئی ہے۔ مَوت۔ تباہی۔ جلائے جانا۔ یہ الفاظ مجازی ہیں اور بائبل کبھی انہیں ایسے طریقے سے استعمال نہیں کرتی جن سے یہ ظاہر ہو کہ بدکاروں کی ہستی کا خاتمہ ہو جائیگا۔

(ہ) بائبل اشارہ کرتی ہے کہ جتنے عرصہ تک گناہ قائم رہے۔ سزا کا اتنے ہی عرصے تک قائم رہنا ضروری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گناہ ہمیشہ تک رہیگا

کیونکہ :-

(۱) ہم اُن لوگوں کی بابت پڑھتے ہیں جو ابدی گُناہ کے قصور وار ہیں (مرقس ۳ : ۲۹)۔

(۲) یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ جن لوگوں نے زمین پر نجات دہندہ کو قبول کرنے سے آخرکار انکار کر دیا ہے سزا ان کی نجات کا باعث ہوگی۔

(۳) آدمی رضائے آزاد رکھتا ہے یعنی وہ فعل مختار ہے اِس لئے وہ ہمیشہ کے لئے بُرائی کے انتخاب میں قائم رہ سکتا ہے۔

۴۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ محبّت کا خدا آدمیوں پر ابدی سزا کا فتوٰے نہ لگائیگا لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ :-

(ا) یہ گناہ کا لابُدی نتیجہ ہے۔ یسُوع مسیح عدالت کرنے والے کی حیثیت میں ظاہر کرتا ہے کہ مُجرم گُنہگاروں نے اپنے آپ کو خود لعنتی بنا لیا ہے۔ (متی ۲۵ : ۳۴ و ۴۱) گنہگار خدا کی خواہش اور تجویز کے خلاف دوزخ میں جاتے ہیں (۲ پطرس ۳ :

۹ + ۱ تمتھیس ۲ : ۴ + یوحنا ۵ : ۴۰ + متی ۲۳ : ۳۷ + گلتیوں ۶ : ۷ + یرمیاہ ۸ : ۵ و ۶ + رُومیوں ۱۰ : ۲۱)۔

(ب) خدا کی محبّت اسے اپنی ساری مخلوقات کو [illegible] فائدہ پہنچانے کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آخرکار بدکاروں کو ایک ایسی جگہ بھجواتی ہے جہاں وہ پھر ٹھوکر نہیں کھلا سکتے اور نہ ہی ناپاک کر سکتے ہیں۔ (متی ۱۳ : ۴۱ و ۴۲)۔

چھٹی فصل - بہشت

۱۔ بہشت خدا اور اُس کے فرشتوں کی خاص سکونت گاہ اور نجات یافتہ لوگوں کا ابدی گھر ہے۔

۲۔ پُرانے عہد نامے میں بہشت کا ذکر کبھی کبھی کیا گیا ہے۔ (زبُور ۱۶ : ۱۱ + ۴۹ : ۱۵ + ۷۳ : ۲۴)۔ لیکن یسُوع مسیح "جس نے مَوت کو نیست اور زندگی اور بقا کو خوشخبری کے وسیلے سے روشن کر دیا" (۲ تمتھیس ۱ : ۱۰) بہشت کی اُمید پختہ کر دی اور زیادہ مفصّل طور پر اپنے لوگوں کی آیندہ خوشی کی بابت بیان کیا۔ پس نئے

عہد نامے میں اکثر بہشت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ (یوحنا
۱۴: ۲ و ۳ + یہوواہ ۲۴)۔

۳۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ بہشت ایک خاص جگہ
یا حالت ہے (متی ۶ : ۱۹ و ۲۰)۔

۴۔ بہشت میں کامل خوشی ہوگی کیونکہ:۔

(ا) وہاں کسی قسم کا گناہ اور بُرائی نہ ہوگی (مکاشفہ
۲۱: ۴ + ۷: ۱۷)۔

(ب) بہشت کی شان و شوکت اور خوشیاں آدمی
کی سمجھ سے بعید ہیں۔ الہامی مصنّف ہمیں آسمان
کی خوشیوں کا کچھ نہ کچھ خیال دلانے کے لئے دُنیاوی
چیزوں کی مثالیں استعمال کرتے ہیں (۱ کرنتھیوں ۲: ۹
+ مکاشفہ ۲۲: ۵)۔

(ج) خدا کے لوگ عین اُس کی حضوری میں رہینگے اور
اُس ابدی زندگی کی بھرپوری میں خوش رہینگے جو دُنیا
میں اُن کے تجربے میں شروع ہوتی ہے۔ (مکاشفہ
۷: ۱۵ + ۱ یوحنا ۵: ۱۱ و ۱۲ + ۳: ۲ + مکاشفہ ۲۲
: ۴ + ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۴۹)۔

۵۔ بہشت میں بچّے اور بڑے (بالغ اور نابالغ) دونو

ہونگے۔ جنہوں نے عُمر رسیدہ ہو کر توبہ کی اور نجات
پائی وہ بھی وہاں ہونگے اور جو سالوں سے مقدّس
رہے ہیں وہ بھی۔ (افسیوں ۴: ۱۳)۔

۶۔ بہشت میں خدا کے لوگ اُس کی وسیع خدمت
میں مصروف رہینگے۔ توڑوں اور اشرفیوں کی تمثیل سے
یہ سکھایا گیا ہے کہ اگر ہم زمین پر وفادار رہینگے توبہشت
میں ہمیں زیادہ بڑے موقعے ملینگے۔ (متی ۲۵: ۱۴ - ۳۰
+ لُوقا ۱۹: ۱۱ - ۲۷)۔

۷۔ بہشت میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہیگی۔ علم بڑھ جائیگا
خصلت ترقی کریگی۔ خوشی زیادہ ہو جائیگی (یسعیاہ ۵۱: ۱۱
+ مکاشفہ ۲۱: ۳ + ۲۱: ۲۲ + ۲۲: ۳ + ۲۲: ۵
+ ۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۷)+

ضمیمہ

سیکرامنٹس

دیباچہ

بہت سے مسیحی چند ایک رسومات کو جو "سیکرامنٹس" کہلاتی ہیں مانتے ہیں۔ اُن کا اِن رسومات کو ماننا اکثر خدا کے لوگوں میں ناپسندی اور تفرقے کا باعث ہوتا ہے۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ سیکرامنٹ کا لفظ بائبل میں نہیں پایا جاتا۔

سیکرامنٹس کے شمار کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ رومن کیتھلک سات سیکرامنٹس مانتے ہیں۔ پراٹسٹنٹ فقط دو۔ یعنی بپتسمہ اور عشائے ربّانی۔

چونکہ مکتی فوج کا یہ پختہ یقین ہے کہ یہ رسومات نجات کے لئے ضروری نہیں ہیں اور نہ ہی رُوحانی ترقی کے لئے لازمی ہیں اس لئے ہم اُن کو نہیں مانتے یا

ادا نہیں کرتے۔

سیکرامنٹس کے متعلق ہمارا جو روّیہ ہے اُس کی وجوہات کا مختصر بیان مندرجہ ذیل صفحات میں درج ہے۔

۱۔ یسوع مسیح کا مذہب رُوحانی مذہب ہے۔

(ا) یہودیوں کی رسومات پیشتر ہی سے ایک نجات دہندہ کی طرف اشارہ کرتی تھیں جو ظاہر ہونے والا تھا اور اُن رُوحانی صداقتوں کی طرف جنہیں وہ نجات دہندہ لانے والا تھا اور یسوع مسیح میں مُوسےٰ کی شریعت پُوری ہوگئی۔ (دیکھو گلتیوں ۳ : ۲۴ + عبرانیوں ۱۰ : ۱ + متی ۵ : ۱۷)۔

(ب) یسوع مسیح جس نے یروشلیم کی ہیکل کی جو یہودیوں کی رسومات کا مرکز تھی۔ تباہی کی پیشین گوئی کی اور جس نے پُرانے دستوروں اور روایتوں کو ردّ کر دیا۔ (مرقس ۷ : ۱-۲۳) یہ تعلیم دی کہ سچّی پرستش رُوحانی ہے (یوحنا ۴ : ۲۴) اُس نے خدا باپ کے ساتھ شراکت کا دار و مدار وقتوں۔ دستوروں اور طریقوں۔ الفاظ کے بولنے یا انسان کے درمیانی وسیلوں پر نہیں رکھا اور جاتے وقت نہ ہی اُس نے یہ ہدایت کی کہ فلاں فلاں رسومات

موسے کی شریعت کی بجائے ہونگی جو مٹنے کے قریب
تھی (عبرانیوں ۸: ۱۳)۔

(ج) یسوع مسیح کی ساری تعلیم رُوحانی مطلب کے
بغیر سمجھ سے بعید ہے۔

سامریہ کے نزدیک کوئیں پر ایک عورت کے ساتھ اُس
کی بات چیت ہم فقط رُوحانی خیال سے سمجھ سکتے
ہیں۔

"اگر تُو خدا کی بخشش کو جانتی اور یہ بھی جانتی
کہ وہ کون ہے جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا۔
تو تُو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے زندگی کا پانی
دیتا" (یوحنا ۴: ۱۰)۔

ہمارے نجات دہندہ کے مندرجہ ذیل الفاظ فقط رُوحانی
خیال سے کچھ معنے رکھتے ہیں۔

"فانی خوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خوراک
کے لئے جو ہمیشہ کی زندگی تک باقی رہتی ہے۔
جسے ابن آدم تمہیں دیگا" (یوحنا ۶: ۲۷ + یوحنا
۷: ۳۷-۳۹ آیت تک بھی دیکھو)۔

(د) نیز شاگردوں کے یہ بات پُورے طور سے سمجھنے

سے پیشتر کہ خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل کی
دُنیاوی بادشاہت نہ ہوگی لیکن عالمگیر رُوحانی
بادشاہت ہوگی اُنہیں کہا گیا تھا کہ تم جا کر
ساری قوموں کو شاگرد بناؤ" (متی ۲۸: ۱۹)
اور پطرس کو ایک رویا میں بتلایا گیا کہ نجات
غیر قوموں اور یہودیوں دونو کے لئے ہے (دیکھو اعمال
۱۰ باب)۔

۲۔ یسوع مسیح نے اپنے جسم (جسمانی زندگی) کے دِنوں
میں یہودی ہونے کے سبب سے یہودیوں کے بعض دستوروں
اور رسموں کو پُورا کیا۔ یعنی یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ وہ عیدوں
میں یروشلیم گیا اور اُس نے عید فسح منائی۔ لیکن نہ تو یہ
باتیں اور نہ ہی یہ حقیقت کہ پہلے زمانے کے مسیحی چند
ایک رسُومات مانتے تھے ثابت کرتی ہیں کہ ہمارے لئے
ان رسُومات کا ماننا لازم ملزوم ہے۔

۳۔ بعض دستور اور رسُومات جو یہودیوں کے زمانے سے
لی گئی ہیں پہلے زمانے کی مسیحی جماعتیں مانتی تھیں لیکن
پولُس بیان کرتا ہے کہ اُن کا ماننا بے فائدہ اور خطرناک
ہے۔ (دیکھو کلسیوں ۲: ۱۶ و ۱۷ + گلتیوں ۴: ۲۹ و

۱۱ + گلتیوں ۲ : ۱۱ اور اِس باب کے آخر تک. گلتیوں
۳ : ۱ و ۲) -

علاوہ بریں اپنے خطوں میں جو اُس نے تیمتھس اور
طِطس کو لکھے ہیں اور جو پہلے زمانے کی مسیحی جماعتوں
کی زندگی ۔ ترقی اور تادیب کے لئے ہیں رسُول
اِس طرح کی کسی رسم کا ذکر نہیں کرتا ۔ نتیجہ یہ
نکلتا ہے کہ وہ اُن کو لازم ملزوم یا ضرُوری نہیں
سمجھتا تھا ۔

۴ ۔ بعض لوگ جو سیکرامنٹس مانتے ہیں رُوحانی
تبدیلی کی کوئی شہادت نہیں دیتے جس حال کہ اَور
لوگ جو سیکرامنٹس نہیں مانتے رُوحانی تبدیلی کی
بیّن گواہی دیتے ہیں ۔

۵ ۔ بعض اوقات سیکرامنٹس رُوحانی زندگی کے
لئے باعثِ رُکاوٹ ہوتی ہے کیونکہ بہت سے
لوگ یسُوع مسیح کی بہ نسبت اُن پر تکیہ کر
لیتے ہیں +

بپتسمہ

۱۔ یونانی لفظ "بپتسمہ" کے معنی پانی میں غوطہ لگانا ہے لیکن
نئے عہد نامے میں اِس لفظ کا استعمال فقط اسی معنے تک
محدُود نہیں ہے ۔

نئے عہد نامے میں رُوح القدس سے بپتسمہ پانے کا کئی دفعہ
ذکر کیا گیا ہے اور یسُوع مسیح نے دُکھ کے بپتسمہ کی بابت
کہا جسے وہ اور اُس کے شاگرد لینے والے تھے (مرقس ۱۰: ۳۸ و ۳۹)۔

ہم عبرانیوں کے چھٹے باب کی دُوسری آیت میں یہ الفاظ
پاتے ہیں "بپتسموں کی تعلیم" لیکن اِسی لفظ کا اصلی یُونانی
زبان میں "غسلوں" بھی ترجمہ کیا گیا ہے اور یہ رسمی دستوروں
سے تعلق رکھتا ہے (مرقس ۷: ۴ و ۸ + لوقا ۱۱: ۳۸ + عبرانیوں
۹: ۱۰) مؤخر الذکر آیت میں اُنہیں "جسمانی احکام" میں شامل
کیا گیا ہے اور اُن کے بعد کے الفاظ صفائی سے ظاہر
کرتے ہیں کہ وہ ردّ کئے گئے تھے کیونکہ یسُوع مسیح کی
قُربانی اور اُس پاکیزگی کی وجہ سے جو اُس کے خُون کے
ذریعے ملتی ہے اُن کی ضرُورت نہ رہی ۔

۲ ۔ پانی کا بپتسمہ یسُوع مسیح کے دِلوں میں پہلے ہی سے
شامل کرنے کی ایک پُرانی رسم تھی ۔

یوحنا بپتسمہ دینے والے کے زمانے سے کئی صدیاں پہلے یہودی مذہب میں نو مُرید اسی رسم کے ذریعے سے شامل کئے جاتے تھے اور بہت سے اَور اُستاد بھی اپنے پیروؤں کو بپتسمہ دیتے تھے جو اُس وقت اپنے اُستاد کا نام اختیار کر لیتے تھے۔ پس یوحنا کے بپتسمے اور کرنتھ کی کلیسیاہ میں اس رسم پر پولُس نے افسوس ظاہر کیا (دیکھو ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۲-۱۷)۔

۳۔ بائبل صفائی سے یہ تعلیم دیتی ہے کہ ایک نہایت ضروری بپتسمہ خدا رُوح القدس کا ہے۔ پس عام طور پر جب بپتسمے کا ذکر کیا گیا ہے تو اس کا مطلب رُوح القدس کے بپتسمے سے ہے سوائے اُن مقاموں کے جہاں صفائی سے پانی کے بپتسمے کی بابت لکھا ہے۔

(ا) یوحنا نے اپنے نومُریدوں کو توبہ کے ظاہری نشان کے طور پر بپتسمہ دیا۔ وہ صفائی سے سمجھتا تھا کہ پانی کا بپتسمہ رُوح القدس کے بپتسمے کی فقط مشابہت ہے (یوحنا ۱: ۳۳)۔

(ب) یسوع مسیح نے عین آسمان پر جانے سے پیشتر فرمایا کہ:-
"یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱: ۵)۔

اور پطرس نے کہا کہ:-
"اَور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے" (اعمال ۱۱: ۱۶)۔

(ج) پطرس نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ بپتسمہ جو بچاتا ہے خدا اور آدمی کے درمیان ایک اندرونی کارروائی ہے (۱ پطرس ۳: ۲۱)۔

(د) پولُس بیان کرتا ہے "ایک ہی خداوند ہے۔ ایک ہی ایمان۔ ایک ہی بپتسمہ" اور وہ بپتسمہ خدا کے رُوح کا بپتسمہ ہے (افسیوں ۴: ۵ + ۱ کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)۔

(ہ) خدا کے رُوح کا بپتسمہ دِل کو پاک صاف کرتا اور خدمت کرنے کیلئے طاقت دیتا ہے۔ (اعمال ۱۵: ۸ و ۹ + اعمال ۱: ۸)۔

(و) رُوح کے بپتسمے کو آگ کا بپتسمہ کہا گیا ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا کہ "مَیں تو تم کو ... پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن .... وہ تم کو رُوح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا" (متی ۳: ۱۱) اور موعودہ بپتسمے کے ساتھ پہلے آگ کے شعلے کی سی علامتیں تھیں (اعمال ۲: ۳)۔

۴۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارادہ نہ تھا کہ پانی کے بپتسمے کی رسم ہمیشہ مانی جائے۔

(ا) یہ فقط خدا رُوح القدس کے بپتسمے کا سایہ تھا۔

(ب) پولُس کے دِنوں میں پانی کا بپتسمہ دیا جاتا تھا لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ اُسے نجات کے لئے ضروری نہ سمجھتا تھا ورنہ وہ خود بپتسمہ دیتا اور اَوروں کو بپتسمہ دینے کے لئے زور دیتا۔ اُس نے خدا کا شُکر کیا کہ اُس نے فقط چند ایک کو بپتسمہ دیا اور اُس نے صفائی سے کہہ دیا کہ مَیں بپتسمہ دینے کے لئے نہیں لیکن انجیل کی منادی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (۱کرنتھیوں ۱: ۱۴-۱۷)۔

۵۔ بعض لوگ اب بھی مانتے ہیں کہ پانی کا بپتسمہ نجات کے لئے ضروری ہے لیکن نوشتوں کی آیات سے جن پر وہ تکیہ کرتے ہیں اُن کے خیالات کی تائید نہیں ہوتی۔

(ا) بعض لوگ بڑے یقین کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یسُوع مسیح نے یہ الفاظ کہے کہ "تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" تو اُس نے پانی کا بپتسمہ

دینے کا حکم دیا۔ (متی ۲۸: ۱۹) لیکن یہاں پانی کے بپتسمے کا ذکر نہیں کیا گیا اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رُوحانی بپتسمہ مقصود ہے۔ کیونکہ "نام سے" مطلب یہ ہے خدا کی "خوبی یا طاقت سے" یا خصلت سے"۔

(ب) بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یسُوع مسیح کے مندرجہ ذیل الفاظ سے پانی کے بپتسمے کی ضرورت بیان کی گئی ہے "جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوسکتا"۔ (یوحنا ۳: ۵)۔

یہاں لفظ "پیدا" اور "پانی" مجازی طور پر استعمال کئے گئے ہیں اور دِل کی نئی پیدائش اور اندرونی صفائی ظاہر کرتے ہیں۔ جب یسُوع مسیح نے کہا کہ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پئے" (یوحنا ۷: ۳۷)۔ تو کوئی شخص بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ اُس کا مطلب قُدرتی پانی سے تھا۔ اُس وقت اُس نے زندگی بخش پانی (آبِ حیات) کی بابت کہا تھا جس کی بابت اُس نے گُناہ آلودہ عورت کو بھی کہا تھا (یوحنا ۴: ۱۴) اور جیسے یوحنا نے آسمانی رویا میں بھی دیکھا تھا (مکاشفہ ۲۲: ۱)۔

خداوند کا کھانا یا عشائے ربانی

۱۔ اِس رسم کے متعلق در حقیقت مسیحی کلیسیاہ کی تمام شاخیں مختلف عقائد مانتی ہیں۔ مسیحی مذہب کے متعلق مشکل سے کوئی اور ایسا مضمون ہوگا جو اِس سے زیادہ بحث پیدا کرنے کا باعث ہؤا ہو۔

۲۔ نئے عہدنامے میں اِس امر کے یقین کرنے کی کوئی بِنا نہیں پائی جاتی کہ یسوع مسیح نے اپنی آخری فسح پر ایک ایسی مذہبی رسم مقرر کردی جو مستقل اور عالمگیر طور پر مانی جائے۔

(۱) اگر یسوع مسیح ایک مستقل اور لازمی رسم مقرر کرتا تو یقیناً چاروں انجیل نویس متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا اِس کا مفصّل حال لکھتے۔ لیکن ان میں سے تین یعنی متی اور مرقس اور یوحنا عشائے ربّانی کے متعلق کسی قسم کے حکم کا ذکر نہیں کرتے۔

فقط لوقا کی انجیل میں یہ فقرہ پایا جاتا ہے "میری یادگار کے لئے یہی کیا کرو" (لوقا ۲۲: ۱۷-۲۰) نجات دہندہ اپنے شاگردوں کو بتلا رہا تھا کہ فسح کا کھانا جسے وہ کھا رہے تھے پہلے سے یہ علامت ظاہر کرتا ہے کہ وہ

گُناہوں کی معافی کیلئے اپنی جان دیگا (اکرنتھیوں ۱۱: ۲۴ و ۲۵)۔

(ب) رسُولوں کے اعمال کی کتاب اور کرنتھیوں کو پولُس کے پہلے خط میں "روٹی توڑنے" کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ اُس کا تعلق عشائے ربّانی کی رسم ماننے سے نہیں ہے (دیکھو اعمال ۲: ۴۲ و ۴۴-۴۶ + اعمال ۲۰: ۱۱)۔ یہ ظاہر ہے کہ پولُس کے دِنوں میں پہلے ہی سے روٹی توڑنے کی رسم جسے بعد ازاں "محبت کی ضیافت" (پریم بھوجن) کہا گیا بہت بگڑ چکی تھی (دیکھو اکرنتھیوں ۱۱: ۲۱ و ۲۲)۔ یہوداہ کا خط صفائی سے اُن بُری باتوں کا بیان کرتا ہے جو محبت کی ضیافت سے تعلق رکھتی ہیں (یہوداہ ۱۲) اور پولس کرنتھیوں کو "عام کھانے" (یا محبت کی ضیافت یا پریم بھوجن) کے وقت اُن کی نامناسب حرکات پر ملامت کرتا ہے (اکرنتھیوں ۱۱: ۳۳)

(ج) گو رفتہ رفتہ اس دستور نے ۔۔۔۔ سیکرامنٹ کی صُورت اختیار کرلی لیکن کسی بات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ خدا کے ارادے کے مطابق یا اُس کی ہدایت سے ہؤا۔ اور نہ ہی کسی بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے لئے اِس دستور کا ماننا لازمی ہے۔

۳۔ فسح پر یسُوع مسیح کا اپنے شاگردوں کے پاؤں دھونا کھانے پینے میں شریک ہونے کی طرح ایک بیرونی عمل ہے جس کا مطلب رُوحانی ہے۔ یسُوع نے پطرس سے کہا کہ "اگر میں تجھے نہ دھوؤں تو تُو میرے ساتھ شریک نہیں" (یوحنا ۱۳: ۸) لیکن عام طور پر اسے سیکرامنٹ کی طرح نہیں مانا جاتا گو اس کے متعلق یسُوع مسیح کا حکم اتنا ہی تاکیدی ہے جتنا کہ کھانے کے متعلق ہے "تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو...... جیسا میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم بھی کیا کرو"۔ (یوحنا ۱۳: ۱۴ و ۱۵)۔

لیکن پاؤں دھونے کے متعلق نجات دہندہ کے پیرو یہ سمجھ گئے کہ محتاجوں کی بخوشی خدمت کرنے سے رُوح میں اُس کے کلام کی فرمانبرداری کرلی چاہیئے۔ اِسی طرح جو الفاظ یسوع مسیح نے اپنے جسم اور خون کی بابت کہے ہیں۔ اُن کا رُوحانی خیال سے ترجمہ کرنا چاہیئے۔

پاک کلام میں فقط ایک ہی حِصّہ ہے جس کی نسبت بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اِس میں عشائے ربّانی کو ایک رسم ماننے کا بیان پایا جاتا ہے (۱ کرنتھیوں ۱۱: ۲۰-۲۶) لیکن اِس کا مطلب رُوحانی طور پر سمجھنا چاہیئے۔

(ا) رسول کے یہ الفاظ "مسیح کے بدن کی شراکت" اور "مسیح کے خون کی شراکت" جو اِس سے پہلے باب میں بھی استعمال کئے گئے ہیں (۱۰: ۱۶)۔ رُوحانی شراکت سے مُراد رکھتے ہیں۔ یعنی ان سے رُوحانی شراکت مُراد ہے جسطرح پولُس اُسی باب میں کہتا ہے کہ بنی اسرائیل اُس رُوحانی چٹان میں سے پانی پیتے تھے جو اُن کے ساتھ ساتھ چلتی تھی اور وہ چٹان مسیح تھا" (۴ آیت)۔ وہ کرنتھیوں کو کہتا ہے کہ وہ خداوند کے پیالے اور شیاطین کے پیالے دونوں میں سے نہیں پی سکتے"۔ تم خداوند کے دسترخوان اور شیاطین کے دسترخوان دونو پر شریک نہیں ہو سکتے" (۱۰: ۲۱) اس کا مطلب فقط اندرونی شراکت ہو سکتا ہے کیونکہ انتہا درجے کا بدکار روٹی کھا سکتا اور مے پی سکتا ہے وہ کہتا ہے کہ "ہم سب اُسی ایک روٹی میں شریک ہوتے ہیں" (۱۷ آیت) اس کا مطلب فقط مسیح ہو سکتا ہے جو حقیقی رُوحانی روٹی ہے۔

(ب) پولُس جب اُن بُرائیوں کو جن کا پیشتر ازیں ذکر کیا گیا ہے درست کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو اُس نے بیان کیا کہ فسح پر مسیح نے جب اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا تو اُس وقت کیا واقع ہُوا اور اُس نے

یسوع مسیح کے الفاظ کا حوالہ دیا "جب کبھی پیؤ میری
یادگار کے لئے یہی کیا کرو" (۱۱: ۲۵) لیکن اِس حکم سے
ایک ایسی مذہبی رسم مقرر نہیں ہو جاتی جس کا ماننا
سب کے لئے لازمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب
یسوع مسیح کے پیرو اِس طرح اکٹھے کھانا کھائیں تو
وہ اُس کی موت کو یاد کریں۔

۵۔ یسوع مسیح کے بدن اور خون کی حقیقی شراکت روحانی
ہے۔ یہ یسوع مسیح کی سیرت اور خصلت میں شریک ہونا ہے
اور خدا کے تمام لوگوں کی روحانی تقویت کے لئے اُسی طرح
ضروری ہے جس طرح جسمانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خوراک
اور پانی ضروری ہیں۔ یسوع نے اپنے شاگردوں کو یہ بات اچھی
طرح سمجھا دی (دیکھو یوحنا ۶: ۳۵) لیکن اُن میں سے بہت
سوں نے اسے سخت کلام خیال کیا۔ فقط چند ایک نے اسے سمجھا۔
اُس نے صفائی سے یہ بیان کر دیا کہ یہ روحانی خوراک اُس
کے پاس آنے اور اُس پر ایمان لانے سے ملتی ہے۔

پس مسیح سے روحانی خوراک حاصل کرنا حقیقی عشائے ربانی
ہے جس میں سب شریک ہو سکتے ہیں۔

۶۔ مکتی فوج اس بات پر زور دیتی ہے کہ نجات دہندہ کے

حکم کو جو اُس نے اپنے آخری کھانے پر دیا ماننا ضروری ہے۔

(ا) نجات دہندہ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ اُس کی
موت کو یاد رکھیں۔ اور حقیقی مکتی فوج والے مسیح کے کفارے
کا جو اُس نے صلیب پر دیا اکثر بیان کرنے سے اُس کی موت
کو یاد کرتے ہیں۔ ہم کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے
بعد دُعا مانگنے سے اُس کی موت کو یاد کرتے ہیں۔

(ب) نجات دہندہ نے فرمایا کہ اُس کے پیرو اُس سے
روحانی خوراک حاصل کریں۔ حقیقی مکتی فوج والے کسی ظاہری
رسم کے ذریعے سے نہیں۔ لیکن دُعا۔ ایمان اور بخوشی
فرمانبرداری کی روح میں اُس کے پاس براہِ راست آنے
سے ایسا کرتے ہیں۔

مکتی فوج مانتی ہے کہ "خدا کی بادشاہی کھانے پینے پر
نہیں لیکن راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر
موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے" (رومیوں ۱۴: ۱۷)

خاص بات

مکتی فوج نے ایسی عبادتیں اور دستور قائم کئے ہیں جن کا
روحانی مطلب صفائی سے اُن لوگوں کو بتایا جاتا ہے جو اُن سنجیدہ

فرائض کو جو اُن کے ساتھ وابستہ ہیں علانیہ قبول کرنا چاہتے ہیں۔

(ا) **مخصوصیت کی عبادت**۔ مخصوصیت کی عبادت میں ماں باپ اپنے بچے خداوند کی نذر کرتے ہیں اور انہیں خداوند کے لئے تربیت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

(ب) **سپاہیوں کو بھرتی کرنے کی عبادت**۔ اِس میں وہ لوگ جنہوں نے مکتی فوج کی شرائطِ جنگ پر دستخط کئے ہوں سنجیدگی سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ یسوع مسیح کے اچھے سپاہیوں کی حیثیت میں زندگی بسر کرینگے اور جنگ کرینگے۔

(ج) **توبہ گاہ یا رحم گاہ**۔ مکتی فوج کے جلسوں میں متلاشیوں کو توبہ گاہ یا رحم گاہ پر آنے اور خدا کے سامنے اپنے گناہوں اور ناکامیوں کا اقرار کرنے اور ایمان سے نجات یا تقدیس کا دعوےٰ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

(د) **مکتی فوج کی وردی**۔ سپاہیوں کو مکتی فوج کی وردی پہننے کی ترغیب دی جاتی ہے کیونکہ وردی پہننے سے اُن کو مسیح کی گواہی دینے کے لئے ایسے موقع مل جاتے ہیں جو ممکن ہے کہ بصورت دیگر نہ مل سکیں۔